ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-25

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

ڈاکٹر خادم حسین رائے
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، گورنمنٹ شاہ حسین گریجویٹ کالج، لاہور
ڈاکٹر محمد صاحب خان
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، یونیورسٹی آف چترال۔
عالیہ مجید
لیکچرار، شعبہ اردو، گورنمنٹ صادق کالج ویمن یونیورسٹی، بہاولپور۔

شعریات میراجی کی اسلوبیاتی تعبیر

Dr. Khadim Hussain Rai *
Assistant Professor Department of Urdu Government Shah Hussain Graduate College Lahore.
Dr. Muhammad Sahib Khan
Assistant Professor Department of Urdu University of Chitral.
Alia Majeed
Lecturer Department of Urdu Government Sadiq College Women University Bahawalpur.
***Corresponding Author:**

Meera Jee's Style of Poetry

Meera jee is renowned modern poet and critic of Urdu literature. He is also known by his modern thoughts and unique poetry. The most important aspect of his life is poetry and modern poems. In this article we discussed his poetic and linguistic thoughts. The current era is the reflection of human psychology and modern linguistics analysis of human language, which gave birth to neo-criticism and practical criticism. It paved the way for other ideology that emerged in the field of linguistics, called stylistics i.e. “stylistics is a sub-

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-25

ماخذ تحقیقی مجلہ

discipline of linguistics which deals with the study of phonetics, lexical and syntax "This stylistic theory has been applied upon the poetry of Meera jee to justify the universality and novelty of his poetic and thoughts.

Key Words: *Meera jee, poet and critic, Urdu literature, unique poetry, neo-criticism, practical criticism, stylistics, sub-discipline, linguistics.*

میرا جی کی شعریات کے اسلوبیاتی تجزیے میں ہمارا واسطہ بار ہا جدید لسانیات کے ذیلی شعبہ اسلوبیات کی ان بنیادی سطحوں صوتیات (Phonetics)، لفظیات (Lexical) اور نحویات (Syntax) سے پڑتا ہے / پڑ سکتا ہے۔ ان اسلوبیاتی سطحوں کے ذریعے ادبی متن کی لسانیاتی تشکیل اور تفہیم کا تعین ہوتا ہے۔ ادبی متن کی تفہیم کے لیے ان میں سے کسی ایک سطح کو منتخب کیا جا سکتا ہے اور ان تمام سطحوں کو بھی، البتہ ان تمام سطحوں کے ذریعے سامنے آنے والا تجزیہ معنویت اور جامعیت کے لحاظ سے زیادہ معتبر اور موزوں تصور کیا جاتا ہے۔ زیر بحث مقالا میں ہم میرا جی کی شعریات کو صوتیات، لفظیات اور نحویات کے ذریعے جانچنے کی سعی کریں گے نیز ان سے جڑے دوسرے ذیلی مندرجات کو بھی اس کا حصہ بنائیں گے تاکہ میرا جی جیسے نابغہ، منفرد فن کار اور بڑے شاعر کی شعریات کی اسلوبیاتی تعبیر اور تشکیل ممکن ہو سکے۔

میرا جی کا ذہن ان جدت پسند رویوں اور رجحانات سے کس قدر آشنا تھا اور کس حد تک نہیں؟ ہمیں میرا جی کی اس جدت پسند فکر تک رسائی کے لیے ان کی تنقیدی بصیرت اور تنقیدی کام کو دیکھنا ہو گا اس بنیادی نکتے کو سمجھنے کے لیے جب ہم ان کے تنقیدی زاویہ نگاہ اور تنقیدی کام کی طرف رجوع کرتے ہیں تو میرا جی ہمیں ایک عملی نقاد دکھائی دیتے ہیں۔ وہ "اس نظم میں" کے دیباچہ میں تنقید اور عملی تنقید کے مرکزی نقطہ کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں: "شاعر کے نام کی طرف نہیں بل کہ کام کی طرف دیکھا جائے"[۱] اس بیان کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ میرا جی کو نئی تنقید اور عملی تنقید سے دل چسپی تھی اور ان تمام باتوں کا تذکرہ ہی نہیں بل اس کا عملی ثبوت وہ حلقہ ارباب ذوق کی ادبی نشستوں میں دے چکے تھے۔ میرا جی کے اس جدت پسند ذہن اور جدید ادبی زاویہ نگاہ سے متعلق ڈاکٹر جمیل جالبی لکھتے ہیں:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-25

"میراجی نے جدید ادب کو کن نئے امکانات سے روشناس کیا ہے بہ حیثیت مجموعی یہ اتنا نیا اور پُر از امکانات کام ہے کہ بعض لوگوں نے طویل عمر پا کر با قاعدہ زندگی گزار کر بھی انجام نہیں دیا۔ میراجی سر تا پا تخلیق تھے۔"(۲)

میراجی نے منفرد انداز اپناتے ہوئے متصادم اور مخالف بیانیے کو تقویت بخشنے کے بجائے اپنے لیے جس منطقے اور فضا کا انتخاب کیا وہ ہر لحاظ سے منفرد اور نیا تھا۔ میراجی کے اس منفرد رنگ اور طرز کو ڈاکٹر ناصر عباس نیرّ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"میراجی کی شاعری اور تراجم کی حقیقی جہت کو حمایت و مخالفت کے محاورے میں نہیں سمجھا جاسکتا۔ ثقافتی فضا جب متصادم بیانیوں سے بوجھل ہو تو اکثر لکھنے والے، کسی ایک بیانیے کی حمایت اور دوسرے کی مخالفت کا انداز اپناتے ہیں مگر کچھ سعید روحیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو تصادم اور ایک دوسرے کی نفی کرنے والی فضا سے باہر مگر اس کے متوازی ایک نئی فضا قائم کرتی ہیں، میراجی انھیں میں شامل ہیں۔"(۳)

ڈاکٹر جمیل جالبی اور ڈاکٹر ناصر عباس نیرّ کی آرا کی روشنی میں دیکھیں تو میراجی درحقیقت ایک سعید روح اور سراپا تخلیق نظر آتے ہیں۔ میراجی کی شعریات کو سمجھنے کے لیے اس کا صوتیاتی، لفظیاتی اور نحویاتی تجزیے از بس ضروری ہیں۔ میراجی کی شعریات کے اسلوبیاتی تجزیے میں ہندی لفظیات، کومل بحروں، ہندیومالائی اساطیر اور ان کی اس جدت فکر کا کس حد تک عمل دخل شامل ہے جو ان کی شعریات کے صوتیاتی، لفظیاتی اور نحویاتی تصور کو دوسرے نظم نگاروں سے منفرد اور ممتاز کرتا ہے۔ ان سوالوں کے جواب کے لیے میراجی کی نظموں سے رجوع کرتے ہے۔

صوتیاتی تجزیہ:(Phonetic analysis)

صوتیات تمام زبانوں کی منظم اور مربوط آوازوں کی سائنس ہے اور آوازوں کا تعلق انسان سے ہے۔ اس لیے صوتیات انسانی آوازوں کے منظم اور مربوط نظام کی سائنس ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے؟ کہ صوتیات کا تعلق تو تکلم آوازوں (Speech Sounds) سے ہے۔ تو یہ لکھی ہوئی زبان کو کیسے بیان کر سکتی ہے؟ جب ہم گفتگو

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-25

کرتے ہیں تو اس کے دوران کوئی وقفہ نہیں ہوتا ہے لیکن زبان کو تحریری شکل میں لاتے ہوئے اس کے دوران تو وقفہ ہوتا ہے۔ ماہرین لسانیات ہر زبان کی مخصوص آوازوں کے خصائص کو اکٹھا کر کے کسی قاعدے اور ضابطے کے ذریعے زبان کے حصہ بناتے ہیں، پس معلوم ہوا کہ صوتیات انسانی منظم تکلم آوازوں کا عمومی مطالعہ کرتی ہے۔ ڈیوڈ کرسٹل (David Crystal) معروف ماہر لسانیات صوتیات کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

> "صوتیات بنیادی طور پر ایک توضیحی اور تجزیاتی علم ہے اس کے علاوہ یہ ایک عمومی علم بھی ہے، اس میں کسی مخصوص زبان یا زبانوں کے گروہ کی آوازوں کا ہی مطالعہ نہیں کیا جاتا ہے بل کہ تمام انسانی آوازوں کی خصوصیات کا مطالعہ کیا جاتا ہے خواہ وہ کسی بھی زبان سے تعلق رکھتی ہوں۔ لسانیات کی اس شاخ کو عمومی صوتیات (General Phonetics) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔"(۴)

ڈیوڈ کرسٹل (David Crystal) نے بھی صوتیات کو تمام زبانوں کی تکلمی آوازوں کے عمومی مطالعہ سے تعبیر کیا ہے۔ صوتیات کا تعلق انسان کی تکلمی آوازوں کے عموم پر ہے۔ شعر کے صوتیاتی مطالعہ کے ارکان میں صوتی ترکیب (Onomatopoeia) آوازوں کی رمزیت / علامتیت (Sound Symbolism) تکرارِ اصوات (Repetition of Sounds)، تجنیس صوتی (Alliteration) جملہ یا شعر میں ایک حرف سے شروع ہونے والے الفاظ (Assonance) قافیہ، زور، آہنگ، آواز کا اُتار چڑھاؤ (Intonation) وقفہ اور آواز کی شدت یا دھیما پن (Tempo) شامل ہیں۔ صوتیاتی تجزیے کے حوالے سے مغربی ماہرین کی آرا کے بعد اردو کے صوتیاتی تجزیوں پر مشتمل ماہرین کی کی آرا کا ذکر کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ مطالعہ شعر میں صوتیاتی عناصر کی موجودگی کو کس طرح بیان کرتے ہیں۔ پروفیسر مرزا خلیل بیگ اردو کے صوتیاتی نظام کے متعلق یہ فرماتے ہیں:

> "اردو کے صوتیاتی نظام کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں عربی، فارسی اور ہندی کی الگ الگ آوازیں شامل ہیں اور ایسی آوازیں بھی ہیں جو ان میں سے دونوں یا تینوں زبانوں میں مشترک ہیں۔ اردو کی کوز اور ہکار آوازوں، مثلاً ٹ، ڈ، ڑ، اور پھ، بھ، تھ، دھ وغیرہ کا تعلق خالص ہند آریائی سے ہے۔ انھیں آوازوں کے باہمی آہنگ و اتصال نیز ان کی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-25

ماخذ تحقیقی مجلہ

مخصوص ترتیب و تنظیم اور تکرار و تکرر سے شعر کے صوتی نمونے (Phonological Patterns) تیار ہوتے ہیں اور شعر کے صوتی آہنگ کی تشکیل عمل میں آتی ہے جن کے مطالعے اور تجزیے سے صوتی سطح پر شعر کے اسلوبیاتی خصائص کا تعین کیا جا سکتا ہے"۔(۵)

پروفیسر خلیل بیگ نے اپنی رائے میں اردو کے صوتیاتی نظام کی وضاحت ہکاری اور کوز آوازوں کے ذریعے کی ہے۔انھوں نے اردو کے صوتی نظام کو عربی ،فارسی اور ہندی زبانوں کی الگ الگ آوازوں کے آہنگ ،اصوات کے معنیاتی اثرات ،صفیری اور ہکاری آوازوں کے تناسب اور اتصال سے ہے۔شعر کے صوتیاتی مطالعہ میں جن آوازوں اور ان سے جڑے صوتی اور صوتیاتی کی ضرورت ہوتی ہے یا ہو سکتی ہے اس کو پروفیسر مرزا خلیل بیگ نہایت جامعیت سے بیان کیا ہے:

"شعر کے صوتی آہنگ کی تعمیر و تشکیل میں آوازوں کے انتخاب، الفاظ میں ان کی ترتیب و تنظیم اور تکرار کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔شعر کی موسیقیت، ترنمی کیفیت اور غنائیت کا انحصار بہت کچھ اصوات کی تکرار و تکرر پر منحصر ہوتا ہے جس سے بعض اوقات شعر کی فکری اور معنوی اثریت میں بھی اضافہ ہوجاتا ہے۔صوتی تکرار مصمتی (Consonanatal) بھی ہو سکتی ہے اور مصوتی (Vocalic) بھی۔مصمتی تکرار کو تجنیس صوتی (Alliteration) بھی کہتے ہیں"۔(۶)

مذکورہ بالا آرا کی روشنی میں میراجی کی شعریات کے صوتی نظام، صوتی آہنگ، مطالعہ شعر اور کلام پر معنیاتی اثرات کو کشید نے کی کوشش کی جائے گی نیز صفیری اور ہکاری آوازیں ان کی شعریات کے صوتی آہنگ کی تشکیل میں کیا کردار ادا کرتی ہیں یا کر سکتی ہیں۔ان کی نظموں کا شماریاتی تجزیہ کرنے کے لیے صوتی ارکان میں سے صفیری اور ہکاری کا انتخاب کیا گیا ہے۔صفیری آوازوں اور ہکاری آوازوں سے کیا مراد ہے؟"صفیری آواز سے مراد ایسی آوازیں ہیں جن کے بولنے سے آواز میں شرینی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے،ان میں غنائیت اور ترنم زیادہ ہوتا ہے ۔انھیں ہم مسلسل آوازیں بھی کہتے ہیں"۔"ہکاری آواز سے مراد ایسی آوازیں ہیں جن کے ادا کرنے سے زبان اور تالو میں بندش پیدا ہو جاتی ہے۔ایسی آواز کلام میں لکنت پیدا کرتی ہے، جس سے کلام اس کی موسیقیت متاثر ہوتی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-25

ہے۔ انھیں ہم کوز اور معکوسی آوازیں بھی کہتے ہیں“۔ اردو میں صفیری اور ہکاری آوازوں کی نسبت ۹:۱۴ ہے۔ ہم ان جملہ صوتیاتی ارکان کے ذریعے شعریات میرا جی کی صوتیاتی معنویت تک رسائی حاصل کر سکیں گے۔

میرا جی کی شعریات میں صوتیاتی عناصر کو دیکھیں تو ہمیں ان کے ہاں سب سے پہلے پہل جو شے متوجہ کرتی ہے وہ ان کی تکرار لفظی اور خوب صورت چھوٹے چھوٹے تکراری جملے ہیں جو ان کی صوتیات کی جان ہیں۔ تکرار کا یہ منفرد بیان ان کی شعریات کی الگ صوتیاتی پہچان بن جاتا ہے۔ اُسی تکرار میں تکرار صوت اور تجنیس صوت کے نمونے بھی مل جاتے ہیں۔ میرا جی کے کلام میں سے ان اصوات کے ایسے کلمات پیش کرتے ہیں جو ان کے کلام کو غنایت بخشتے ہیں اور صوتی آہنگ کو الگ پہچان دیتے ہیں:

۱۔ دل بھول گیا پہلی پوجا، من مندر کی صورت ٹوٹی / دن لایا باتیں انجانی، پھر دن بھی نیا اور رات نئی / پیتم بھی نئی، پریمی بھی نیا، سُن؛ سکھ سیج نئی ہر بات نئی / اک پَل کو آئی نگاہوں میں جھلمل جھلمل کرتی پہیلی۔ (چل چلاؤ)[۷]

۲۔ سُندر سانولی موہن گوری گود میں لیں کاندھے سے لگائیں / میٹھی، رسیلی، ہلکی ہلکی صدا میں لوری۔ گیت سُنائیں / لیکن روئے، روئے مچلے، مچل مچل کر ہو ہلکان / میرے من کا بالک اُلٹا، ہٹ کرتا جائے ہر آن، (کٹھور)[۸]

۳۔ پیڑ اور پتے، ٹُہنی ٹُہنی تاریکی میں دھوئے ہیں / دل کو ڈرانے والے سائے، دل کو دہلانے والے... (برہا)[۹]

۴۔ نرم اور نازک، تُند اور تیز / میٹھا میٹھا درد مرے دل میں جاگا! / میرا ہے، میرا ہے جھولا خوشیوں کا / مست، منوہر، میٹھا میٹھا درد میرے دل میں جاگا... (کیفِ حیات)[۱۰]

۵۔ چندر ماں کی کرنیں آئیں بل کھائیں۔ بل کھائیں / ننھے ننھے، ہلکے ہلکے، میٹھے گیت سنائیں / گاتے گاتے تھکتی جائیں / سوئیں سُکھ کی نیند... (ناگ سبھا کا ناچ)[۱۱]

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-25
ماخذ تحقیقی مجلہ

۶۔ سولہ سنگاروں سے سج کر اک سیج پہ گوری بیٹھی ہے / پیتم آئے نہیں، آئیں گے، چپکی رستہ تکتی ہے / رُوم رُوم سُندر کا سنگاروں سے سنورا سنورا ہے ... (ایک تصویر)[۱۲]

۷۔ جب آنکھ کھلی اور ہوش آیا تب سوچ لگی، اُلجھن سی ہوئی / پھر گونج سی کانوں میں آئی وہ سندر تھی سپنوں کی پری... (اجنبی، انجان عورت رات کی)[۱۳]

میرا جی کی نظموں میں سے پیش کیے جانے والے یہ جملے اپنے اندر تکرارِ لفظی کے ساتھ ساتھ تجنیس صوتی (Alliteration) کو بھی لیے ہوئے ہیں۔ ان تمام کلمات کو پڑھیں تو ان میں ایک الگ طرح کی غنائی آوازیں اور سریلا پن محسوس ہوتا ہے۔ میرا جی کس طرح ان تکراری آوازوں اور لفظوں کے ذریعے منفرد آہنگ تشکیل دیتے ہیں۔ لفظوں کی تکرار میں جھلمل جھلمل، ہلکی ہلکی، ٹہنی ٹہنی، ننھے ننھے، ہلکے ہلکے، میٹھا میٹھا، رُوم رُوم، سنورا سنورا شامل ہیں۔ تجنیس صوت کی آوازوں میں قریب الواقع الفاظ جو ایک ہی لفظ سے شروع ہوتے ہیں ان میں پہلی، پوجا، من، مندر، مورت، پیتم، پریمی، پہیلی، سُکھ، سیج، سُندر، سانولی، گوری، گود، موہن، من، مچلے، پیڑ، پتے، دھوئے، دل، دہلائے، نرم، نازک، تُند، تیز، درد، دل، مست، منوہر، سوئیں، سُکھ، سولہ، سنگار، سج، سیج، سوچ، سندر اور سپنا شامل ہیں۔ ان تمام الفاظ پر غور کریں تو ان میں "پ"، م، س، ن، ت، د اور گ سے بننے والی آوازیں شامل ہیں۔ پ کی آواز سات بار یعنی "پ" سے سات الفاظ پہلی، پہیلی، پوجا، پیتم، پریمی، پیڑ اور پتے کی صورت میں سامنے آتے ہیں۔ "م" سے قریب الواقع الفاظ میں من، موہن، مچلے، مست اور منوہر سامنے ہیں۔ "س" سے سُندر، سانولی، مورت، من، مندر، سج، سیج، سولہ، سنگار، سوچ، سُکھ اور سوئیں شامل ہیں۔ ن سے نرم اور نازک، ت سے تُند اور تیز، گ سے گوری اور گود شامل ہیں۔ میرا جی کے کلام میں صفیری آوازوں کے ساتھ جب الفاظ کی تکرار شامل ہو جاتی ہے تو کلام کا آہنگ خود بہ خود غنائی بن جاتا ہے۔ میرا جی کی شعریات میں ایسے کلامیے بہ کثرت موجود ہیں۔ ان کی شعریات میں سے چند اور مثالیں پیش کرتے ہیں تا کہ ان کی شعریات کا صوتیاتی رنگ واضح ہو سکے:

۱۔ آشا آئی سارے من کے دُکھ اِک پل میں مجھ کو بھولے / من مندر میں سُکھ سنگت نے ایسی اُمنگیں آن جگائیں... (اُجالا)[۱۴]

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-25

۲۔ آئے پروہت دُوپ جلائے / آرتی کو ہاتھوں میں اُٹھائے / رُن جھن رُن جھن کیسی صدا ہے؟ / دل کا گنبد گونج رہا ہے... (مندر میں)[۱۵]

۳۔ بہتی ندی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بل کھاتی ہے / لہراتی ہے... اک چندر کرن، انمول بدن / میٹھی، من موہنی صورت ہے / چنچل، متوالی مورت ہے ... (عکس کی حرکت)[۱۶]

۴۔ اُڑتے اُڑتے بھلا دیکھو تو کہاں آپہنچا / چُوم ہی لے گا بڑا آیا کہیں کا کوا / کلموا کالا کلوٹا، کاجل!۔۔ (بعد کی اُڑان)[۱۷]

۵۔ پیڑ نے پیڑ کو جب دیکھا تو پتے پھوٹے / وہی پتے، وہی بڑھتے ہوئے ہاتھوں کے نشاں... (برقع)[۱۸]

۶۔ میرے مردہ دل کے اندر مچلے ہیں جذبات / چھم چھم کرتی، ناچتی گاتی، آئی ہے برسات / رانگ رنگ کا موسم آیا، گئیں، ناچیں، گائیں / رس کی میٹھی میٹھی بوندیں من میں مستی لائیں نئی اُمنگیں، نئی اُمیدیں، نئی ہر اک ہے بات... (جل کی ترنگ)[۱۹]

۷۔ کالی گھٹائیں بہتی آئیں / آکر پربت سے ٹکرائیں / رم جھم رم جھم برکھا آئے / من موہن ساون کو لائے / تینوں اَن مٹ دھیان کے دھوکے / سورج دیوتا، چندا ماموں، دھرتی ماتا / اوہو ہو و بھیگ نہ جائیں لائو چھاتا... (دیومالا سے سائنس تک)[۲۰]

۸۔ دُکھ کے دُھندلے بادل چھائے / اور گھنگھور گھٹا کے سائے / رات سپن میں سوئے سوئے آیا ہے سندیس / مُکتی مجھ کو مل جائے گی چھوڑوں اپنا دیس... (دُکھ کے بادل)[۲۱]

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-25

۹۔ یہ نیچے کیسی کھٹ کھٹ ہے / دن بیتا رات کی جھنجٹ ہے / اس کھٹ کھٹ سے / اس جھنجٹ سے / تنگ آکر اوپر چلتا ہوں... (نادار)[۲۲]

۱۰۔ جسم گداز اور صحت والا، نرم، ملائم اور مضبوط چال، لچکتی بید کی ٹہنی، بہتی بہتاتی موجوں سی / نازک، ہر ریشے ریشے کی حرکت شاہی فوجوں سی... (ایک عورت اور ایک تجربہ)[۲۳]

میراجی کی شعریات میں سے پیش کردہ جملوں پر غور کریں تو ان میں بھی ہندی کے کومل الفاظ اور چھوٹے چھوٹے جملے شامل ہیں۔ ان جملوں میں الفاظ کی تکرار کے ساتھ جب تجنیس صوت مدغم ہوتی ہے تو اس سے ایک نیا آہنگ پیدا ہوتا ہے۔ یہی آہنگ میراجی کی اصوات کی کلید ہے۔ ان نظموں میں ایسے الفاظ ہی کی بہتات ملتی ہیں علاوہ ازیں ان بیانیوں میں کچھ قدرتی آوازیں ہیں جو کہ برکھا اور برسات کی ترجمانی کرتی ہیں۔ جیسے، چھم چھم اور رِم جھم رِم جھم۔ ان آوازوں کا تعلق ترکیبِ صوت (Onomatopoeia) سے بنتا ہے۔ ترکیبِ صوت میں صرف قدرتی آوازوں کو بیان کیا جاتا ہے۔ میراجی کے کلام میں تکرار لفظی اور تجنیسِ صوت کا منفرد امتزاج ملتا ہے۔ یہ امتزاج دراصل ان کی شعریات کے صوتیاتی نظام کو نیا اور منفرد آہنگ بخشتا ہے۔ میراجی کی ایک ایسی نظم ہے جس میں تکرار لفظی اور تجنیسِ صوتی کی آوازیں اس طرح گندھی ہوئی ہیں۔ ایسے لگتا ہے کہ میراجی کے کلام کے تکرار لفظی اور صوتی کی ۹۰ فی صد سے زیادہ آوازیں اس نظم میں موجود ہیں۔ دیکھیے نظم ''جنگل میں اتوار':

۱۔ پھیلے پھیلے بکھرے بکھرے لیٹے لیٹے جنگل میں / گہرے گہرے ٹھہرے ٹھہرے سوئے سوئے سائے ہیں / رِستے رِستے بہتے چھوٹے چھوٹے چشمے ہیں / چپکے چپکے بھورے بھورے سوئے سوئے رستے ہیں / آدھے آدھے پورے پورے تیکھے تیکھے کانٹے ہیں / تپتے تپتے سہمے سہمے دُبکے دُبکے ذرے ہیں / چلتے چلتے رُکتے رُکتے تکتے تکتے کیڑے ہیں اونچے اونچے چھدرے چھدرے ٹہنے ہیں / نیلے نیلے، پیلے پیلے لمبے لمبے طوطے ہیں / اُڑتے اڑتے گاتے گاتے ننھے ننھے پنچھی ہیں / جاتی جاتی ہٹتی ہٹتی کٹتی کٹتی ندی ہے / نیچے نیچے پیارے پیارے نیارے نیارے پودے ہیں / پتلی پتلی چھوٹی چھوٹی لمبی لمبی شاخیں ہیں /

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-25

ایسے ایسے ویسے ویسے کیسے کیسے پتے ہیں / سوکھے سوکھے پھیکے پھیکے دُبلے دُبلے ڈنٹھل ہیں /
بکسے بکسے نکھرے نکھرے مہکے مہکے غنچے ہیں / بھینی بھینی میٹھی میٹھی اُڑتی اُڑتی خوش بو ہے /
لکھتی لکھتی، تھکتی تھکتی پنسل ہے / سُنتی سُنتی ہنسی ہنسی گرتی گرتی محفل ہے ... (جنگل میں
اتوار)[۲۴]

میراجی کی نظم "جنگل میں اتوار" صوتیات کے منفرد پہلو لیے ہوئے ہے۔ اس میں موجود تکرار صوتی اور لفظی کے امتزاج نے اس کے آہنگ کو انتہائی منفرد اور بلند کر دیا ہے۔ آہنگ کی بلندی دراصل اصوات کی غنایت سے مشروط ہے۔ اس نظم میں موجود ہکاری اور صفیری آوازوں کا جائزہ لیتے ہیں اور معلوم کرتے ہیں کہ اس نظم کے ہر مصرعے میں ہکاری اور صفیری آوازوں کی تعداد کیا ہے؟ اس نظم میں کل مصرعوں کی تعداد ۱۹ ہے۔ اس میں ہکاری آوازیں ۵۰ ہیں اور صفیری آوازیں ۸۳ ہیں۔ ہکاری آوازیں ہر مصرعے میں ۲.۶۳ = ۵۰/۱۹ نکلتی ہیں جب کہ صفیری آوازیں ۴.۳۷ = ۸۳/۱۹ نکلتی ہیں۔ اس لحاظ سے ان آوازوں میں نصف نصف کا فرق ہے لیکن ہکاری آوازیں زیادہ ہونے کے باوجود ان آوازوں میں جب تکرار لفظی شامل ہوتے ہیں تو نظم کے جملوں کی آواز پر زور (stress) پڑتا ہے جو اس کے آہنگ کو زیادہ مترنم اور غنائی بنا دیتا ہے۔ اس نظم کو ایک اور پہلو سے بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ اس نظم میں کل افعال کی تعداد ۴۴ ہے۔ اسم صفت ۴۴، دیگر اسما ۱۰۶ اور اسما کی تعداد ۱۹ ہے۔ اس نظم میں افعال کی تعداد فی مصرعہ ۲ سے زیادہ نکلتی ہے جو کہ لسانی اور قواعد کی سطح پر انحراف تصور کیا جاتا ہے لیکن میراجی کی اس نظم میں افعال اور اسمائے صنف کی تعداد زیادہ ہونے کے باوجود نظم کے معنیاتی نظام میں خلل واقع نہیں ہوتا ہے بل کہ تفہیم آسان اور نظم سماعتوں کو مسحور کن محسوس ہوتی ہے۔

میراجی کی شعریات کے غنائی اور صوتی آہنگ کو مجموعی طور پر دیکھنے کے لیے ان کے کلیات میں سے ۱۸ نظموں کا اتفاقی انتخاب کیا گیا ہے۔ اب ان نظمون کا تجزیہ ہکاری اور صفیری آوازوں کے تناسب سے پیش کرتے ہیں تا کہ ان آوازوں کے ذریعے ان کے آہنگ کی تکمیلی اور حتمی صورت تک پہنچنے میں آسانی ہو۔ منتخب نظموں میں "سرگوشیاں، اغوا، ترقی پسند ادب، شام کو راستے پر، بعد کی اُڑن، نادان، جہالت، اداکار، گریز، ایک اور عورت، یعنی...، گھنا گرم جادو، جستجو، نادار، محبوبہ کی تصویر، بیوپاری، خود نفسی، رسیلے جرائم کی خوشبو اور ایک تضاد شامل ہیں۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-25

ماخذ تحقیقی مجلہ

نمبر شمار	نظم کا نام	مصرعوں کی تعداد	ہکاری آوازیں	صفیری آوازیں
1۔	سرگوشیاں	39	08	118
2۔	اغوا	34	13	126
3۔	ترقی پسند ادب	18	30	90
4۔	شام کو راستے پر	58	46	232
5۔	بعد کی اُڑان	44	38	165
6۔	نادان	24	41	65
7۔	اذکار	43	53	118
8۔	گریز	33	34	132
9۔	ایک اور عورت	12	17	36
10۔	یعنی	38	22	106
11۔	گھنا گرم جادو	16	16	42
12۔	جستجو	19	08	57
13۔	نادار	53	32	212
14۔	محبوبہ کی تصویر	19	16	64
15۔	بیوپاری	16	21	70
16۔	خودکشی	24	10	76
17+18	رسیلے جرائم کی خوشبو+ایک تضاد	14 + 18	06 + 08	60 + 56
	کل نظمیں: 18	کل مصرعے: 522	کل ہکاری آوازیں: 419	کل صفیری آوازیں: 1805

-1 ہر مصرعے میں موجود ہکاری آوازیں : 0.80 = 419/522

-2 ہر مصرعے میں موجود صفیری آوازیں : 3.46 = 1805/522

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-25

میرا جی کی نظموں کے صوتی آہنگ کو ان کی تکرار لفظی، صوتی، تجنیس صوتی اور ترکیب صوتی کے ذریعے بھی پر کھا گیا تو ان کا آہنگ زیادہ غنائی آوازوں پر مشتمل تھا۔ اس کی بنیادی وجہ صفیری آوازوں کثرت اور لفظوں کی تکرار تھی۔ اب ان کے کلیات میں سے ۱۸ نظمیں بے غیر کسی تخصص کے منتخب کر کے ان میں موجود ہکاری او ر صفیری آوازوں کی اوسط ہر مصرع معلوم کی ہے جس کے مطابق میرا جی کی نظموں میں ہکاری آوازوں کی اوسط ہر لائن یا مصرعے ۸۰.۰ نکلتی ہیں اور صفیری آوازوں کی اوسط ۴۶.۳ نکلتی ہیں۔ اس شماریاتی تجزیے سے بھی واضح ہو تا ہے کہ میرا جی کے کلام کا آہنگ غنائی اور مترنم ہے۔ میرا جی کی شعریات کے صوتیاتی تجزیے کے ذریعے جو نتائج ہمارے سامنے آئے ہیں وہ ان کی صوتیات کا آہنگ ہے۔ میرا جی کا صوتی آہنگ جن کو مل، نرم اور گداز آوازوں سے مل کر ترتیب پایا ہے۔ وہ ان کا ہندی ڈکشن ہے جسے انھوں نے ہندی زبان کی کلاسک سے ترتیب دیا ہے۔ یوں محسوس ہو تا ہے کہ میرا جی زبان کی باریکیوں اور ان کے فن کارانہ استعمال سے خوب واقف ہیں، ایک نباض اور ماہر کی طرح مقامی الفاظ، ہندی بحروں اور چھوٹے چھوٹے کلامیوں کے ذریعے بہ ظاہر مشکل اور بھاری آوازوں کو ترنم اور موسیقیت سے ہم کنار ہو جاتی ہیں۔

(لفظیاتی تجزیہ:(Lexical Analysis

لفظ اور لفظیات کے مباحث بہت پرانے ہیں۔ لسان کے ماہرین میں سے کچھ لفظ کو دوسروں سے الگ تھلگ اور علیحدہ کے معنوں میں لیتے ہیں۔ بعض اسے ایسی اکائی قرار دیتے ہیں جو اپنے اندر معنی رکھتی ہو۔ اردو قواعد میں لفظ کی تعریف موجود ہے کہ "انسانی منھ سے نکلنے والی آواز لفظ کہلاتی ہے خواہ وہ آواز بامعنی ہو یا بے معنی مثلاً چاند، سورج، درخت وغیرہ۔ لیکن یہ بھی لفظ کی تعریف پر پورا اترنے والی تعریف ہر گز نہیں ہے۔ لسانیات میں لفظ کے مباحث کے پر بہت سی مثالیں اور صورتیں موجود ہیں۔ لفظ دراصل اپنی کئی صورتیں دکھاتا ہے اسے کسی ایک پہلو یا صورت میں بیان کرنا اس کی تعریف نہیں ہے بل کہ یہ اس کی یک رخی اور جزوی تعریف کہلائے گی۔ ماہرین لسانیات کے خیال میں لفظ کی کئی ایک صورتیں ہو سکتی ہیں جیسے ہجائی، صوتیاتی، نحوی یا لغاتی، ہیئتی اور معیناتی وغیرہ ۔ لفظ کی ایسی صورت کے متعلق معروف ماہر لسان لوریٹوٹوڈ (Loreto Todd) نے اپنی کتاب— "An introduction to Lingustics-" میں اس طرح وضاحت کی ہے:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-25

"A better approach to defining words is to acknowledge that there is no one totally satisfactory definiation, but that we can isolate four of the most frequently implied meaning of 'word' : the orthographic word, the morphological word, the lexical word and the semantic word(۲۵)"

ہم لفظ کے معنی اور مفہوم کو جاننے کے لیے پیش کی جانے والی مذکورہ بالا رائے کو چار حصوں میں منقسم کر سکتے ہیں۔ اول: لفظ کی ہجائی صورت دوم: لفظ کی صوتی صورت سوم: لفظ کی لغت کے اعتبار سے صورت چہارم: لفظ کی معیناتی صورت گویا لفظ کو لکھنے کی صورت میں ہجائی (Orthographic) ، بولنے کی صورت میں (Morphological) لغت کے اعتبار سے (Lexical) اور معینات کی صورت میں (Semantic) کہے سکتے ہیں یا کہتے ہیں۔ لفظ کی مختلف صورتیں جان لینے کے بعد لفظ کی ترکیب (Word Formation) کو بڑھتے ہیں۔

اقوام عالم کی جتنی بھی ترقی یافتہ زبانیں ہیں ان کی ترقی کا یہ سفر اکیلے تشکیل نہیں پایا ہے بل کہ اس کے لیے انھیں اس عہد یا علاقے کی دیگر ترقی یافتہ زبانوں سے الفاظ، مرکبات اور اصطلاحیں مستعار لینا پڑیں تب جا کر وہ زبانیں ترقی کی منازل طے کر سکیں۔ ایک ترقی پذیر زبان کس طرح اپنے عہد کی ترقی یافتہ زبان، علاقائی زبان یا کسی دوسرے منطقے کی زبان سے الفاظ مستعار لے کر اپنی لفظیاتی اور ترسیلی ضرورت کو پورا کرتی ہے؟ یہ ایک اہم نکتہ ہے اور سوال ہے۔ اس کے جواب کے لیے ہمیں ان بڑی زبانوں جیسے سنسکرت، عربی، فارسی، اطالوی، فرانسیسی اور انگریزی کی ترقی کے عمل کو دیکھنا ہو گا کہ ان زبانوں نے ترقی کے یہ زینے کیسے عبور کیے؟ ان زبانوں نے بھی اپنے اپنے عہد کی بڑی زبانوں اور مقامی بولیوں کے الفاظ، مرکبات اور اصطلاحات سے استفادہ کیا ہے۔

اردو زبان نے عربی، فارسی، سنسکرت، پنجابی اور کسی حد تک انگریزی زبان سے سماجی ضروریات کے تحت الفاظ مستعار لیے ہیں البتہ مختلف زبانوں سے مستعار لیے جانے والے الفاظ اور اصطلاحوں کو زبان میں جگہ دینے کے طریقے ہر زبان میں مختلف ہیں۔ زبان کا تعلق افراد سے ہے اور افراد معاشرے میں رہ کر زندگی کے امور

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-25

کو انجام دیتے ہیں۔ اس لیے زبان کی پختگی کا تعلق بھی معاشرے کے چلن اور افراد پر دلالت کرتا ہے لہذا زبان کی ترقی کا دارو مدار معاشرے اور سماج کی ترقی سے عبارت ہے۔

میرا جی کی لفظیات میں الفاظ کی تراکیب، نادر کلمات اور کلامیے تمثال کاری (امیجری)، انگریزی زبان کے الفاظ اور دیگر مقامی زبانوں کے الفاظ شامل ہیں نیز زبان کی جدت اور ندرت پر مشتمل بیانیوں کا تذکرہ بھی موجود ہے۔ میرا جی کی شعریات میں عربی اور فارسی تراکیب کے علاوہ ہندی الفاظ کا ایک خاطرہ خواہ ذخیرہ موجود ہے۔ میرا جی ہندی الفاظ کے ذریعے اپنے کلام میں نئی معنیاتی وسعت پیدا کرتے ہیں۔ وہ اپنی نظموں میں کہیں ان ہندی لفظوں کی تکرار سے کام لیتے ہیں اور کہیں ہند دیومالائی اساطیر کو بھی اپنی لفظیات کا حصہ بناتے ہیں۔ ان کی نظموں میں نادر کلامیے اور منفرد ترکیبات معنیاتی اعتبار سے بہت اہم ہیں۔ ان نادر اور منفرد کلامیوں کے ذریعے ان کی لفظیات کے نئے اور فکر انگیز زاویے دیکھے جاسکتے ہیں۔ان فکر انگیز کلامیوں اور زاویوں کے لیے ہم میرا جی کی لفظیات پر نظر ڈالتے ہیں۔

تراکیب:

نیل گوں بحرِ بے کراں، سیم گوں، کیفِ حیات، گھائو جنوں انگیز، نجم فلک، کشتی عمر، تکمیلِ جذبہ دل، ابوالہول، داستانِ فردا، فضائے صحرا، نشہ رفتار، چشم ہائے دیو، تہذیبِ جدید، سکون آہنیں، سکونِ آستیں، سنگِ آستاں، صبحِ شبِ عیش، خوابِ فسوں گر، گیسوئے پیچیدہ ورقصاں، عکسِ مسلسل، پیراہن آلودہ، مجبورِ اذیت، جامِ چشیدہ، ساقِ سیمیں، غرقِ مے انگ، بارِ تصور، عکسِ دراز، نقشِ عجیب، نجم درخشاں، بحر اعصاب، لرزشِ چشم در، لبِ جوئے بار، گوشہ خلوت، کرمکِ بے نام، عکسِ تخیل، دل غم دیدہ، دردِ دلِ سوختہ، قلب فسردہ، روزنِ دیوار، منظرِ لبریز بلاغت، مرکزِ بے نام و نشاں، وسعتِ نمناک، احساسِ سماعت، نقشِ کفِ پا، لرزش بے تاب، شعاعِ سوزاں، موجِ بادہ، موجِ تخیل، کیفِ مختصر، فرشِ حزیں، طائر زخم خوردہ، دورِ یگانہ، دامن بوسیدہ، نورِ جبیں، جوئے رواں، گردشِ نگاہ، سیلِ موجِ نور، سفیدۂ سحر، خمِ مکاں، رم زماں، پیرہن رنگِ گل تازہ، زرکار نقوش، موجہ بادِ پریشاں، خمِ دورِ زماں، سینہ زمیں دورِ کہکشاں، انبوہِ جہاں، محوِ خیال، ماہِ سیمیں، آتشِ سوزاں، خارِ مغیلاں، مہر زریں، علامہ دوراں، ہجر دلدار، گدائے خوار، محصورِ محبت، لغزشِ مستانہ، سیلِ بلاخیز، کرمکِ خاکستر، خانہ دل، چشمِ شوق، ذہنِ درماندہ، درِ

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-25

مے خانہ، گردِ آلام، پردۂ سیمیں، شبِ فرقت، جلوۂ قلبِ جہاں، رشکِ فردوس، سینہ ماضی، کش مکشِ زیست، مہلتِ یک لمحہ، چشمِ سوگوار، لرزشِ قلب، سرگرمِ خرام، قصرِ عشرت، چراغِ انساں، غولِ بیاباں، ہنگامہ شورِ مجسم، حیاتِ تازہ و شگفتہ، شورِ ساحل خمیدہ، عکسِ ناتواں، مثلِ شرارِ سنگ، ہنگامہ شورِ وغا، روحِ ابد، عرصہ آفاق درِ معبد، گلوئے نرم و سیم گوں، چشمِ نیم وا، شکستِ برگِ گل، دردِ بہجتِ حسیں، دودِ نکہتِ رواں، حبابِ بحر، لباسِ اشتیاق، آمدِ نہاں، مرگِ مسلسل، ساقِ سیمیں، دردِ خیال تشنہ، بطِ مئے، انگشتِ حنائی، خونِ حیاتِ رفتہ، زمانِ بے کراں، انگشتِ رستی، صبحِ پیرہن غماز، عشرتِ حسنِ نظر، فریب رائیگاں، مرگِ نہاں، تارِ رگِ جاں، ہم دمی و عشرتِ رفتہ، داستانِ کہن، تجدیدِ ریاکاری، قلبِ مضطر، بادِ صرصر، جذبہ عشقِ نسائی، بحرِ استقلال، عکسِ نورِ سرد، طائران دشت، خوابِ وحشت، طائرِ اخلاص، تیغ زہری، غمِ آثارِ حیات خفتہ، غمِ آثارِ حیاتِ تازہ، شگوفہ ہائے زندگی، حسن بوئے گل، نئی حیاتِ گرم، ظلمت کدۂ دل، آہو بنگالہ، تند سیلابِ عظیم، لذتِ خوابیدہ، تسکینِ دل و جاں، عکسِ افلاک، نغمہ نفس، ہم صیغر راہِ عدم، ہم دمِ لطفِ آتشیں، خلوتِ شبانہ، بوسہ مبہم، نکہتِ عشرتِ دل آوارہ، اشارۂ جرات، لمحہ جوشِ شباب، ہم سفر رنگ نو، حسن نرم و نازک، عشوہ ہشیار، خونِ اخضر، رنگینی غم، فضائے لامکانی، درِ ممکنات، دامنِ فضائے بسیط، ہنگامِ رخصتِ شب، قصرِ خموشی، قدرتِ خام کار شعولِ جمال، بہانہ بسیار، خوابِ مرگ مہمل، سکوت آہنی، اصولِ سنگیں، خلشِ دستِ تغافل، ساکنِ محرابِ زمان، چشمہ آبِ بقاء، حضرت آوارئہ۔

نادر کلمات اور تراکیب:

چند اگھو نکھٹ کاڑھے، ستارے نیند میں کھوئے کھوئے، اندھے، بے پایاں، بے بس جذبات، دوپٹہ شب کا ڈھلکے گا، نغمہ بیدار ہوا تھا ابھی، پھسلتے نغمے، لچکتے نغمے، مچلتے نغمے، سرد دیواریں ہنستی رہیں گی، سایہ تڑپتا رہے گا، یاد بھی ٹمٹماتا ہوا ایک دیا بن گئی ہے، چھپے پہاڑ کہر میں، نگاہ کند ہے، کشادہ زندگی سمٹ کے سوگئی، بوڑھا برگد سوچ رہا ہے، نغمہ بیدار ہوا، سرگوشیاں کہہ رہی ہیں ننھی منی پریاں جیسی رقصاں رقصاں چلتی پھرتی، رات آنے سے پہلے آ با رنگوں کا جلوس، بوئے گل کا شر مگیں خمار، جھوٹ اک بار جواں ہوتا ہے، سچ تو اک پیر خمیدہ ہے، اجیالے کو دھوکا دے کر دن بیتے پر شام آئی ہے، رات کے اندھے دل میں، بکھرے بالوں میں یوں جیسے گھٹا میں چاند، سکھ کے اندھے سپنے، جنگل سونا اور سنسان، ہیبت والا، جرات والا، شوکت والا حیوان، غم وافکار ساکن ہیں۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-25

ماخذ تحقیقی مجلہ

ہندی:

آکاش، گنگا، من مندر، سچ، سندر تا، چنچل، منوہر پربت، چندا، اجیالا، دھیرے دھیرے، دھرتی، دیوی، مورت، دیوداسی، منڈل، انگیا، پات، پون جھکولے، برکھارت، پیتم، کھیون ہارا، پریمی، برہ اگن، روگ، سنجوگ، کٹھور، موہن، جیون، گھونگھٹ، اوٹ، گھنی گپھائوں، موہن مدھ متوالی، اِندر کی پریاں، ناگ سبھا، سماج، من موہن، جوبن، آنچل، آشا، سنگت، سندیسہ، آودھوشیام، پریم کتھا، منتر، پرم ایشور، پروہت، آرتی، اشنان، شیام، سندرتا، دَھن، دھارا، آشائیں، گیان، گپت بھون، گھات، کتھک، سنگھاسن، گھنگھور، باس، نراس، سوریہ، سندھیا، چوکھٹ، ساگر، تیاگ، بنارن، بھومی، استھان، پاپ، کاڑھے، پورب، دیس، گیان، ماتا، درشن، اجنتا، ڈنٹھل، امرت، چھاگل، راجدھانی، کپل، وستو، یشودھا، گھنیری، نروان، منتری، نبارا، بالک، من بھاتی، اننت، سنبل، موہ، لوبھ، مدھ متوالی، مکتی، تیاگ، اندر سبھا، گھائل، سدھارے، رادھے، سنگار، اجیالی، تلچھٹ، نرمل، رت جگا، منوہر، سورگ، گورکھ دھندا، کتھا، کرشن کنھیا، لاج، کارن، رکھشا، سیواشوشنکر، اندماں، سگندھ، شوبھا، بلمپت، بیسوا، نربل ہردے،

عربی:

لن ترانی۔

پنجابی:

سکھیاں، نیرن، مورکھ۔(۲۶)

میراجی کی لفظیات میں ہندی الفاظ کا زیادہ استعمال بھی ایک قابل قدر اضافہ ہے۔ انھیں عربی، فارسی ،ہندی اور انگریزی زبانوں پر دست گاہ حاصل ہے۔ ہندی اور فارسی کے مقابلے میں عربی ،پنجابی اور انگریزی کے الفاظ ان کے کلام میں نہ ہونے کے مترادف ہیں۔ میراجی کی فارسی اور عربی ترکیبات پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے ان کے استعمال میں میں زبان کا خاص لحاظ بھی رکھا ہے۔ ان کی لفظیات میں زیادہ تراکیب دو لفظوں پر زیادہ مشتمل ہیں البتہ تین اور چار الفاظ پر مشتمل ترکیبیں ان کے کلام میں وسعت معانی کا سبب بنتی ہیں۔ ان کے کلام میں سے چند مثالیں درج ذیل ہیں۔ ”ہنگامہ شورِ مجسم، شورِ ساحلِ خمیدہ، مثلِ شرارِ سنگ، ہنگامہ شورِ وغا، ظلمت کدئہ

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-25

دل، قدرتِ خام کارِ شعولِ جمال، خلشِ دست تغافل، وغیرہ۔ میرا جی کے کلام میں تین لفظوں پر مشتمل مرکب بھی دیکھنے کو ملا ہے "قدرتِ خام کارِ شعولِ جمال" جو معنیاتی وسعت کا ایک منفرد بیان ہے۔

میرا جی کی لفظیات کا دوسرا اہم پہلو ان کے نادر کلمات اور ترکیبات ہیں۔ ان میں پیش منظر، علامتیں، استعارے اور تشبیہات شامل ہیں۔ یہ تمام کلامیے مل کر ان کا معنیاتی نظام بناتے ہیں۔ ان تمام نادر کلامیوں میں میرا جی کی محسوسات، تخیل کی پختگی اور تمثال کا منفرد استعمال نظر آتا ہے۔ چند مثالیں دیکھیے؛ گھونگھٹ کاڑھے ستارے، ستارے نیند میں کھوئے کھوئے، دوپٹہ شب کا ڈھلکے گا، نغمہ بیدار ہوا تھا، یاد بھی ٹمٹماتا ہوا اک دیا بن گئی، نگاہ کند ہے، بوڑھا برگد سوچ رہا ہے، جھوٹ اک بار جوان ہوتا ہے، سچ تو اک پیر خمیدہ ہے اور سکھ اندھے سپنے وغیرہ ایسے کلمات ہیں جو میرا جی کی لفظیات کو دوچند کر دیتے ہیں۔ ان کی معنوی وسعت، جدت اظہار اور منفرد بیان لائق تحسین ہے۔

میرا جی کی نظموں میں لفظیات کا ایک اہم حوالہ ان کے ہندی الفاظ ہیں۔ وہ منفرد ہندی الفاظ کو تکراری صورت میں پیش کر کے نیا معنیاتی اور صوتی آہنگ پیدا کرتے ہیں۔ میرا جی ہندی کے مرکب الفاظ بھی لائے ہیں لیکن ان کی تعداد بہت کم ہے۔ جہاں تک ان کے منفرد ہندی الفاظ کا تعلق ہے تو ان میں سے زیادہ تر الفاظ ہندی پوجا اور مذہب سے متعلق ہیں۔ جو کہ ہندو دیومالائی اثرات کو لیے ہوئے ہیں۔ میرا جی کا کمال یہ ہے کہ انھوں نے اردو زبان میں ہندی لفظوں کو شامل کر کے ایک منفرد ڈکشن سامنے لائے ہیں یہ ان کے اسلوب کی خاص پہچان بن گیا ہے۔ بہ حیثیت مجموعی میرا جی کی لفظیات میں تین زبانوں کے الفاظ بہ طور خاص دیکھے جا سکتے ہیں۔ عربی اور فارسی تراکیب، نادر کلمات اور ہندی لفظیات کا برمحل استعمال میرا جی جیسے نابغہ ہی سے ممکن تھا۔ عربی، فارسی اور ہندی زبانوں کا منفرد امتزاج میرا جی کی دین ہے مگر ان کی لفظیات اور ان کی نظموں کے ڈکشن کا مرکزی دائرہ جس کے ذریعے کلام میں غنائیت اور منفرد معنویت نظر آتی ہے وہ ہندی الفاظ کے فن کارانہ استعمال سے ممکن ہوا ہے۔ میرا جی نے ان ہندی لفظیات کے اپنہ شعریات کو الگ پہچان دی ہے۔ میرا جی نے جس انداز سے جدید اردو نظم کو معنوی وسعت دی وہ اس عمل کے موجد بھی ہیں اور خاتم بھی، ان جیسا صاحب علم اور لفظ شناس ہی ایسے منفرد کلامیے اور نادر لفظیات اردو ادب کو عطا کر سکتا ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-25

ماخذ تحقیقی مجلّہ

نحویاتی تجزیہ (Syntactic Analysis)

نحویات (syntax) میں زبان کے جملوں کی ترتیب اور ترکیب کو زیرِ بحث لایا جاتا ہے۔ اُسلوبیات میں اس طرح کے مطالعہ کو جو جملوں کی ترتیب او رترکیب پر مشتمل ہوتا ہے نحوی اسلوبیات (syntactic stylistics) سے تعبیر کرتے ہیں۔ میر اجی کی شعریات کو تضاد، تکرار اور شماریت کے تناظر میں دیکھتے ہیں۔

تضاد:

مظاہر قدرت یا اشیائے دنیوی کو بیان کرتے ہوئے اور ان کی انفرادیت کو واضح کرنے کے لیے جہاں ان تمام مظاہر اور اشیا میں مماثلت اور تناسب پایا جاتا ہے اسی طرح ان تمام مظاہر قدرت اور اشیا کے فرق کو واضح کرنے کے لیے تضاد (Antithesis) بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ بہت ساری اشیا جو منطقی طور پر واضح ہیں۔ تضاد مختلف صورتوں میں واقع ہو سکتا ہے تضاد منطقی بھی ہوتا ہے اور اُسلوبیاتی بھی، منطقی تضاد کیا ہے؟ منطقی تضاد میں دو لفظوں کی ضد کو دیکھا جاتا ہے۔ وہ مرکبات کی صورت میں لکھے جاتے ہیں۔ قواعد میں انھیں متضاد الفاظ (Antoyms) کہتے ہیں جیسے خیر و شر، نیک و بد، دین و دنیا، زمین و آسماں، نشیب و فراز، اوپر نیچے، آگے پیچھے وغیرہ۔ ایسے مرکبات اور الفاظ منطقی تضاد کے ضمن میں آتے ہیں لیکن اسلوبیاتی تضاد اس سے مختلف ہوتا ہے۔ وہ تضادِ لفظی اور صرف متضاد مظاہر فطرت کے استعمال سے پیدا نہیں ہوتا بل کہ یہ الفاظ کے تضادات کے ساتھ ساتھ جملوں میں تضاد کی جدتِ طرز سے پیدا ہوتا ہے۔ جس میں مکمل جملے ایک تضاد کی نمائندگی کرتے ہیں یا بعض اوقات پوری نظم یا اس کا ایک بند تضاد کی علامت ہوا کرتا ہے۔ کبھی کبھی ایک نظم کے دو حصوں میں مکمل طور پر تضاد کی صورت واقع ہو جاتی ہے۔ تضاد کا ایک بڑا مقصد دو چیزوں، مظاہر قدرت اور اقدارِ انسانی کے درمیان تقابل بھی ہوتا ہے۔ گویا یہ تضاد کی کلی شکل بھی ہوتی ہے اور انفرادی بھی مگر انفرادی کے بجائے کلی تضاد کو اسلوبیاتی اندازِ نقد میں زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ ان تمام پہلوئوں کو مد نظر رکھتے ہوئے میر اجی کی شعریات میں سے تضاد کی مثالیں پیشِ خدمت ہیں۔[۲۷]

۱۔ نرم اور نازک، تُند اور تیز / میٹھا میٹھا درد میرے دل میں جاگا... صرف میرے احساس کی نائو چلتی جائے ،نرم اور تیز' (کیفِ حیات)[۲۸]

۲۔ تیرا دل دھڑکتا رہے گا / میرا دل دھڑکتا رہے گا / مگر دُور دُور!...

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-25

(دُور و نزدیک)[۲۹]

۳۔ کبھی سارا سُندر انگ ہنسے، کبھی انگ رُکے ہنس دے گجرا...(چنچل)[۳۰]

۴۔ آئو، بھولو سماج کی باتیں / اپنی ہیں اب سے چاندنی راتیں / آئو پابندیوں کو بھولو تم / آئو آزادیوں کو چُھو لو تم...(اغوا)[۳۱]

۵۔ من سویا تھا، سوئے ہوئے کو کون پکارے، کون جگائے؟ / جیسے کوئی نو جیون کا ہرکارہ سندیسہ لائے / جس کے من میں آشا آئے بس وہی سمجھے، وہی بتائے...(اُجالا)[۳۲]

۵۔ اب تو ساری دنیا بدلی ہر صورت انجانی ہے / دل میں سب کے چھایا اندھیرا ظاہر ہی نورانی ہے / یہ بھی رُت ہے مٹ جائے گی، ہر رُت آنی جانی ہے...(ترقی پسند ادب)[۳۳]

۶۔ اس جگ کی ریت ہے یہ ناداں، ہر بات بدلتی رہتی ہے / رُت آتی ہے رُت جاتی ہے، یوں وقت کی ندی بہتی ہے / بچپن آیا، کیسا تھا سماں! جگ کی ہر بات نرالی تھی / یہ دنیا ایک شکاری تھی، کیا جال بچھایا تھا اس نے! / دو روز میں ہم نے جان لیا، سُکھ اور کا ہے اور دُکھ اپنا!...(چودہ مئی کی رات)[۳۴]

۷۔ کیا دھیان آیا، کیا دھیان آیا / کیوں آنکھ جھکی، دل شرمایا؟ / تیری پوجا کی مندر کی مورت ٹوٹی، جُگ بیت چکے، / اب ہارنے والے ہار چکے اور جیتنے والے جیت چکے...(عکس کی حرکت)[۳۵]

۸۔ بے کار یہ باتیں کرتے ہیں، کیوں پوچھتے ہیں گجرات کے ہو؟ / کیا اپنی بات کے دامن سے پونچھیں گے آنکھ کے آنسو کو؟ / جو ہونی تھی وہ ہو بھی چکی اب چاہے ہنسو، چاہے رولو / لہنگے کا جھولا ٹوٹ گیا، اب سوکھی ہے وہ جوئے رواں / جس میں بہتے بہتے میں نے دیکھا تھا سماں / اس چاندنی کا جو آتی ہے اور جاتی ہے۔(ریل میں)[۳۶]

۹۔ غیروں کے بنائے بن نہ سکے، اپنوں کے مٹائے مٹ نہ سکے / یہ سُکھ ہے، دُکھ کا گیت نہیں، کوئی ہار نہیں کوئی جیت نہیں...(حرامی)[۳۷]

۱۰۔ یوں دو مردوں کی قسمت میں تفریق نہیں منظور مجھے / اک جسم کی خلوت کو دیکھے اور اک سادہ پیراہن کو!...(اُدھورے لباسوں کا نغمہ)[۳۸]

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-25

ماخذ تحقیقی مجلہ

۱۱۔ کچھ بات عجب ہے اور نئی اِن لمحوں میں / کچھ بات پرانی بھی ہے اتنی جتنا پُرانا وقت کا راگ / کچھ بات نئی ہے ان میں جیسے تم نے دبایاہات مرا!...(نئی بات، پرانی بات)(۳۹)

۱۲۔ لحد میں ان کو ابد کی اک گہری نیند میں غرق کر کے آئو / اگر یہ مردے لحد کے اندر گئے تو شاید / تمہاری مردہ حیات بھی آج جاگ اُٹھے...(ارتقا)(۴۰)

۱۳۔ چاہے اُتر کو جائے / خون جماتی سردی میں / چاہے پورب کو جائے / نین لبھاتی، زردی میں!...(تیاگ)(۴۱)

میرا جی کی شعریات میں ہندی الفاظ کی کثیر تعداد موجود ہے۔ انھیں زبان کے برتائو اور اس کے جدت طرز سے بھی گہرا شعف ہے۔ میرا جی معنیات کے تجربات کے ساتھ ساتھ نظموں میں نحوی تجربات بھی پیش کرتے ہیں۔ جو تضاد، شماریت اور تکرار کی صورت میں سامنے آتے ہیں۔ تضاد کی بھی مختلف اقسام ہیں۔ میرا جی تضاد کے منطقی اور فکری پہلو کو اپنی نظموں کا حصہ ضرور بناتے ہیں۔ مثلا ''نرم اور نازک'' تند اور تیز... میٹھا میٹھا درد میرے دل میں جاگا... صرف میرے احساس کی نائو چلتی جائے، نرم اور تیز، ان دونوں جملوں میں نرم، نازک، تند اور تیز جیسے متضاد الفاظ سے تضاد کو پیش کیا ہے جو کہ منطقی تضاد کے زمرے میں آتا ہے۔ میرا جی نے اپنی نظموں ''دور و نزدیک''، ''چنچل'' اور ''اغوا'' میں بھی متضاد الفاظ سے تضاد کو پیش کیا گیا ہے۔ تیرا، سرا، ہنسنے، پابندیاں اور آزادیاں جیسے الفاظ استعمال کیے ہیں جو کہ سادہ تضاد کی مثالیں ہیں۔ میرا جی کی نظمیں ''ترقی پسند'' اور ''چودہ مئی کی رات'' میں تضاد کی اسلوبیاتی سطح موجود ہے۔ ان کی نظموں میں فکری اور منطقی تضاد کے نمونے موجود ہیں۔ نظم ''عکس کی حرکت'' میں دیکھیے؟ ''اب ہارنے والے ہار چکے اور جیتنے والے جیت چکے۔ ان دونوں متوازی جملوں میں تضاد موجود ہے۔ میرا جی کی نظم ''ارتقا'' تضاد کی کلی صورت کو پیش کرتی ہے۔ جس میں لفظی، منطقی، اسلوبیاتی اور فکری سطح پر تضاد موجود ہے۔ مثلاً ''لحد میں ان کو ابد کی اک گہری نیند میں غرق کر کے آئو... اگر یہ مردے لحد کے اندر گئے تو شاید... تمہاری مردہ حیات بھی آج جاگ اٹھے۔''، ان تمام جملوں میں تضاد کا ہر پہلو موجود ہے۔ میرا جی کی اس نظم کو کلی تضاد کا عمدہ نمونہ کہے سکتے ہیں۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-25

ماخذ تحقیقی مجلہ

شماریت:

زبان کے نحوی تجزیے میں شماریت ایک ایسا طرزِ بیان ہے جس میں مختلف اشیا، اسما اور افعال کے نام ایک ایک کر کے گنوائے جاتے ہیں۔ یہ تمام اشیا، اسما اور افعال متن میں ایک زنجیر کی طرح نظر آتے ہیں۔ ان کی اس ترتیب اور ترکیب سے کسی جملے کی نحوی ترکیب میں کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔ ان کا تعلق عموماً ایک ہی قبیل سے ہوتا ہے بل کہ ان کی اشیا، اسما اور افعال کی منفرد لسانی اور لفظی ترتیب کی وجہ سے جملوں میں منظم اور منفرد معنیاتی ربط بھی برقرار رہتا ہے۔ بعض تخلیق کاروں کے ہاں افعال اور اسما کی یہ شماریت ان کے انتخابِ الفاظ میں معاون بھی ثابت ہوتی ہے۔ ان منتخب الفاظ کے ذریعے تخلیق کار کی تخلیق کو لسانی اور معنیاتی سطح پر پرکھنے میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ درحقیقت یہ تحریر کا منفرد انداز ہے۔ شماریت کے اس منفرد انداز کے ذریعے تخلیق کار کے ذہن تک رسائی بھی ممکن ہوتی ہے۔ ایک تخلیق کار جہاں تراکیب، پیش منظر، امیجری سے پہچانا جاتا ہے وہی پر منفرد انتخابِ لفظ، اسما اور افعال بھی اس کے اسلوب کی پہچان بنتے ہیں۔ میراجی جیسے گراں قدر شاعر کی شعریات میں سے شماریت کو دیکھتے ہیں نیز ان کی شعریات میں لسان اور اسلوب کی جدت کو تلاشنے کی کوشش کرتے ہیں:

۱۔ دن لایا باتیں انجانی، پھر دن بھی نیا اور رات نئی / پیتم بھی نئی، پریمی بھی نیا، سکھ سیج نئی ہر بات نئی / ۔ (چل چلاؤ)(۴۲)

۲۔ جب تک ہے زمیں / جب تک ہے زماں / یہ حسن و نمائش جاری ہے / ہم اس دنیا کے مسافر ہیں / اور قافلہ ہے ہر آن رواں / ہر بستی، ہر جنگل، صحرا اور روپ منوہر پربت کا / اک لمحہ من کو لبھائے گا، اک لمحہ نظر میں آئے گا /... (چل چلاؤ)(۴۳)

۳۔ دھرتی پر پربت کے دھبے، دھرتی پر دریا کے جاں / گہری جھیلیں، چھوٹے ٹیلے، ندی نالے، باولی، تال / کالے، ڈرانے والے جنگل، صاف، چمکتے سے میدان / لیکن من کا بالک الٹا، ہٹ کرتا جائے ہر آن /... (کٹھور)(۴۴)

۴۔ ایسی راتیں، چندا گھونگھٹ کاڑھے چپکے سوئے ہیں / اور گنتی کے چند ستارے نیند میں کھوئے کھوئے ہیں / پیڑ اور پتے، ٹہنی ٹہنی تاریکی میں دھوئے ہیں /... (برہا)(۴۵)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-25

ماخذ تحقیقی مجلہ

۵۔ ''کبھی آپ ہنسے کبھی نین ہنسیں، کبھی نین کے بیچ ہنسے گجرا'' / کبھی سارا سندر انگ ہنسے، کبھی انگ رکے ہنس دے گجرا /... (چنچل)[۴۶]

۶۔ ناگ راج کی سبھا جمی ہے خوشبوئیں لہرائیں / بہتی، رکتی، الجھتی جاتی، من کو مست بنائیں /... (ناگ سبھا کا ناچ)[۴۷]

۷۔ وہ لو، پیلا پڑا روشن سا چہرہ چاند کا بالکل / اسے افسوس! اندیشوں نے گھیرا ہے / اسے خطرہ ہے غیروں کا / ہے جذبہ اس کے دل میں تند چاہت کا /... (آمدِ صبح)[۴۸]

۸۔ سولہ سنگاروں سے سج کر کے سیج پہ گوری بیٹھی ہے / پیتم آئے نہیں، آئیں گے، چپکی رستہ تکتی ہے / لاکھ لگا کر پائوں سجائے جگمگ جگ مگ کرتے ہیں / پریمی دل کو گرم، ''ابلتے'' وحشی خون سے بھرتے ہیں / نینوں میں کاجل کے ڈورے انگ انگ برماتے ہیں / ماتھے پر سندور کی بندی یا آکاس پہ تارا ہے / نرم، رسیلے، صاف، پھسلتے گال پر تل کا بھنورا ہے / کانوں میں دوبُندے جیسے ننھے منے جھولے ہیں / چوڑا بیل بنا لپٹا ہے بانہیں گویا ڈالی ہیں / بیل اور ڈالی کی روحیں یوں مست ہیں مد متوالی ہیں / پھر پائوں کی پازیبیں پریمی کو راگ سنائیں گی /... (ایک تصویر)[۴۹]

۹۔ آرہے ہیں، جارہے ہیں لوگ ہر سُو... گرم رو / اور آہن کی سواری کے نمائندے بھی ہیں / تیز آنکھوں، نرم قدموں کے لئے / محو گہرے نشہ کو رفتار میں / اور یہ اونچا مکان / جس پہ استادہ ہوں میں / جذبہ تعمیر کا اظہار ہے / سرخرو، دل میں اولوالعزمی لئے / رات کی تاریکیاں ہر شے پہ ہیں چھائی ہوئی / لیکن ان تاریکیوں میں ہیں درخشاں چشمہ ہائے دیو تہذیبِ جدید /... (بلندیاں)[۵۰]

۱۰۔ باریک دوپٹہ سر پہ لئے اور آنچل کو قابو میں کئے / چنچل نینوں کو اوٹ دیئے شرمیلا گھونگھٹ تھامے تھی / نردوش بدن اک چندر کرن، اٹھتا جوبن بس من موہن / میں کون ہوں، کیا ہوں، کیا جانے، من بس میں کیا اور بھول گئی /... (اجنبی انجان عورت رات کی)[۵۱]

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-25

۱۱۔ وہ تصور میں مرے عکس ہے ہر شخص کا ہر انسان کا / کبھی بھر لیتا ہے اک بھولی سی محبوبہ ناداں کا بہروپ کبھی / ایک چالاک، جہاں دیدہ و بے باک ستم گر بن کر / دھوکا دینے کے لیے آتا ہے، بہکا تا ہے / ... (شام کو راستے پر)(۵۲)

۱۲۔ دنیا کے رنگ انوکھے ہیں / جو میرے سامنے رہتا ہے اس کے گھر میں گھر والی ہے / ارو دائیں پہلو میں اک منزل کا ہے مکان، وہ خالی ہے / اور بائیں جانب ایک عیاش ہے جس کے ہاں اک داشتہ ہے / رستے میں شہر کی رونق ہے، اک تانگہ ہے، دو کاریں ہیں / بچے مکتب کو جاتے ہیں اور تانگوں کی کیا بات کہوں / کاریں تو چھچھلتی بجلی ہیں تانگوں کے تیروں کو کیسے سہوں / یہ مانا ان میں شریفوں کے گھر کی دھن دولت ہے، مایا ہے / کچھ شوخ بھی ہیں، معصوم بھی ہیں / لیکن رستے پر پیدل مجھ سے بد قسمت، مغموم بھی ہیں / ... (کلرک کا نغمہ محبت)(۵۳)

۱۳۔ ایک آندھی چلی، چل کے بھی گئی آج تک / میرے کانوں میں موجود ہے سائیں سائیں مچلتی ہوئی / ابلتی ہوئی، پھیلتی پھیلتی، دیر سے میں کھڑا ہوں یہاں / ایک آیا، گیا دوسرا آئے گا، رات اس کی گزر جائے گی، ایک ہنگامہ / برپا ہے دیکھیں جدھر آرہے ہیں کئی لوگ چلتے ہوئے اور ٹہلتے ہوئے اور رکتے ہوئے، پھر سے بڑھتے ہوئے اور لپکتے ہوئے / ... (جاتری)(۵۴)

۱۴۔ آکاش پہ لاکھوں بادل ہیں کچھ اجلے، کچھ مٹیالے ہیں / سب روپ بڑھانے والے ہیں، سب دل گرمانے والے ہیں / کچھ لال ابلتے سورج سے، کچھ پیلے چاند کی سج دھج سے / کچھ کاجل جیسی کالی کالی رجنی کے اندھیروں سے / کچھ دور چمکتے تاروں سے آکاش کا روپ نکھرتا ہے / ... (حرامی)(۵۵)

۱۵۔ ہوا چلی ہے، پیڑ ہلے ہیں، پھیلی بھینی باس / پنچھی بولے خوش ہو ہو کر، کیوں ہوتے ہو نراس / مورکھ، گیانی، سادھو، پانی سب میں آئی جان / پربت وادی خوش ہیں سارے، خوش جنگل، میدان / نئی ہے بستی، نئے لوگ اور نئی آن اور شان / نئی سانجھ اور نیا سویرا، بالکل نیا جہان / ... (جل کی ترنگ)(۵۶)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-25
ماخذ تحقیقی مجلہ

۱۶۔ یہی تو زمانہ ہے، یہ ایک تسلسل کا جھولا رواں ہے / یہ میں کہہ رہا ہوں / یہ بستی، یہ جنگل، یہ رستے، یہ دریا، یہ پربت، عمارت، مجاور، مسافر / ہوائیں، نباتات اور آسماں پر ادھر اُدھر آتے جاتے ہوئے چند بادل، یہ سب کچھ، ہر شے مرے ہی گھرانے سے آئی ہوئی ہے / ... (یگانگت)(۵۷)

۱۷۔ ہاں، مردوں کی چاہت کیا ہے / دو لمحے، ساون کا جوبن / عورت کی بھی محبت کیا ہے / ہیرے، خوش بو اور پیراہن / لیکن رات کو چپکا تنہا / (جیسے چھائی تھیں چاند کی کرنیں) / پیلے گال، آنسو میں ڈوبی / سوئی ہوئی دکھتی آنکھیں / لے کر آیا میرا پریمی / ریت یہی ہے سچے دل کی / ... (چار آنکھیں اور ایک نظر)(۵۸)

میراجی کی شعریات میں شماریت کا منفرد انداز موجود ہے، کہیں اسما ہیں تو کہیں افعال لیکن بعض نظمیں ایسی بھی ہیں جن افعال اور اسما کا اختلاط بھی موجود ہے۔ ان کے لفظوں کا چناؤ بھی عجیب ہے۔ کہیں تکرار کہیں تضاد، کہیں تجنیس صوتی اور کہیں مترادف الفاظ کے ذریعے جزئیات کو پیش کیا گیا ہے۔ ان تمام اراکین کی موجودگی کے باوجود کہیں بھی ادائے مطلب اور جملوں کی نحوی ترکیب پر جو چوٹ نہیں پڑتی ہے۔ ان کے لہجے کی مٹھاس سب سے بڑھ کر اپنا کردار ادا کرتی ہے۔ نظم ''چل چلاؤ'' میں دیکھیے کس طرح اپنا خیال پیش کرتے ہیں: ''دن لایا باتیں انجانی، پھر دن بھی نیا اور رات نئی، پیتم بھی نئی، پریمی بھی نیا، سکھ سیج نئی، ہر بات نئی، اسی نظم میں تھوڑآگے جا کر لکھتے ہیں۔'' ہم اس دنیا کے مسافر ہیں اور قافلہ ہے ہر آن رواں، ہر بستی، ہر جنگل، صحرا اور روپ منوہر پربت کا''۔ ان کلامیوں میں شماریت کے ساتھ لہجہ اتنا ہی میٹھا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ ان کے لفظوں کی تکرار اور ہندی الفاظ کا کثرت سے استعمال ہے۔ نظم ''کٹھور'' میں انداز بہت ہی دلکش ہے: ''دھرتی پر پربت کے دھبے، دھرتی پر دریا کے جال، گہری جھیلیں، چھوٹے ٹیلے، ندی نالے، باولی، تال، کالے، ڈرانے والے جنگل، صاف چمکتے سے میدان''۔ دھرتی کا ذکر کر کے اس کی تمام جزئیات کو کتنے خوب صورت انداز میں پیش کیا ہے۔ یہ تمام الفاظ ایک ایک کر کے ادائے مطلب کا حق بھی ادا کر رہے ہیں نیز زبان کے نحوی ڈھانچے میں بھی کوئی فرق اور رکاوٹ پیدا نہیں ہو رہی ہے۔ مثلاً دریا کے جال، گہری جھیلیں، ندی نالے، باولی، تال، یہ سب الفاظ ایک ہی قبیل سے متعلق ہیں۔ ان کی دیگر نظموں میں بَرہا، چنچل، آمدِ صبح، شام کو راستے پر، حرامی اور چار آنکھیں اور ایک نظر'' شماریت کو بیان کرتی ہیں۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-25
ماخذ تحقیقی مجلہ

میراجی کی نظم ”ایک تصویر“ میں شماریت کے انفرادی اور الگ تصور کی حامل ہے جس میں شماریت کو اسما اور افعال کے امتزاج کے ذریعے بیان کیا گیا ہے۔ ”سولہ سنگاروں سے سج کر اک سیج پہ گوری بیٹھی ہے، راکھ لگا کر پائوں سجائے، جگ مگ، جگ مگ کرتے ہیں، نینوں میں کاجل کے ڈورے انگ انگ برماتے ہیں، ماتھے پر سیندور کی بندی یا آکاس پہ تارا ہے، نرم، رسیلے، صاف، پھسلتے گال پر تل کا بھنورا ہے، کانوں میں دو بُندے جیسے ننھے منے جھولے ہیں۔ چوڑا بیل بنا لپٹا ہے بانہیں گویا ڈالی ہیں“ ان تمام جملوں میں شاعر کا متخیلہ ترفع کے اعلیٰ درجے پر ہے۔ تصویر کو دیکھ کر کس قدر کمال دکھایا ہے۔ نظم میں پائوں سجے کے ضمن میں جگ مگ جگ مگ کی تکرار لا کر اسے معنیاتی اور صوتیاتی سطح پر منفرد بنا دیا ہے۔ ماتھے پر سیندور کی بندی گویا آسمان پر تارا ہے۔ بہت اچھا استعارہ استعمال کیا ہے اور ” چوڑا بیل بنا لپٹا ہے بانہیں گویا ڈالی ہیں“۔ بانہوں کو ڈال کہنا بھی بہت منفرد طرز ہے، تشبیہہ کی مثال بھی بہت ہی قابل غور ہے۔ ”کانوں میں دو بُندے جیسے ننھے منے جھولے ہیں“۔ اسما کا زبردست استعمال اور لفظوں کا چنائو مناسبِ حال ہے۔ میراجی کی نظم ”کلرک کا نغمہ محبت“ میں دیکھیے: ”رستے میں شہر کی رونق ہے، اک تانگہ ہے، دو کاریں ہیں، بچے مکتب کو جاتے ہیں، اور تانگوں کی کیا بات کہوں؟ کاریں تو چھچھلتی بجلی ہیں، تانگوں کے تیروں کو کیسے سہوں! یہ مانا ان میں شریفوں کے گھر کی دَھن دولت ہے، مایا ہے، کچھ شوخ بھی ہیں، معصوم بھی ہیں، لیکن رستے پر پیدل مجھ سے بدقسمت، مغموم بھی ہیں“... اس نظم میں میراجی نے معاشرتی تضادات اور طبقاتی کش مکش قلم اٹھایا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ شماریت کا منفرد استعمال بھی ہے۔ پیدل چلنے والوں کے احساسات، جذبات اور محرومیوں کا تذکرہ بھی موجود ہے۔ نظم، ”جل کی ترنگ“ میں میراجی کے سوچنے کا زاویہ بالکل جدا ہے۔ ”ہوا چلی ہے، پیڑ ہلے ہیں، پھیلی بھینی باس، پنچھی بولے خوش ہو ہو کر، کیوں ہوتے ہو نراس؟ مورکھ، گیانی، سادھو، پانی سب میں آئی جان، پربت وادی خوش ہیں سارے، خوش جنگل، میدان، نئی ہے بستی، نئے لوگ اور نئی آن اور شان، نئی سانجھ اور نیا سویرا اور بالکل نیا جہان“ شماریت اور اسما کے ذریعے اس پورے منظر کو اس طرح بیان کیا ہے کہ اس جدت کی وجہ سے کلام کے ادائے مطلب اور ترکیب نحوی میں خلل پیدا نہیں ہونے دیا ہے۔ میراجی کے کلام میں لسانی شعور اور جدت ادا کی ایسی خوبیاں موجود ہیں جو ان کے علاوہ بہت کم شعرا کو نصیب ہوئی ہیں۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-25

ماخذ تحقیقی مجلہ

تکرار:

انسانی گفتگو کے کئی زاویے اور پہلو ہوتے ہیں۔ گفتگو کا ایک جیسا انداز کلام میں بوریت پیدا کرتا ہے۔ یہ بوریت کلام میں اس کی معنوی حیثیت کو بھی متاثر کرتی ہے اور بعض اوقات لکھنے والے کے اُسلوب پر بھی اس کا خاصہ اثر پڑتا ہے۔ کلام میں تاثیر پیدا کرنے اور اسے معنی آفریں بنانے کے لیے فن کار اپنے کلام کو تجربات سے گزارتے ہیں۔ وہ اپنا لہجہ کبھی نرم، کبھی سخت، کبھی الفاظ کا انتخاب نرمی اور ملائمیت کو کلام کے خاص اجزا تصور کر لیتے ہیں۔ ہاں کبھی کبھی ان کے انداز میں ترشی اور کھردرے الفاظ بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ یہ تمام زاویے دراصل انسانی ذہن کی مختلف کیفیات کی عکاسی کرتے ہیں۔ کسی بھی فن کار کے کام کو نحوی سطح پر پرکھنے کے لیے اس کے کلام کا نحوی تجزیہ پیش کیا جاتا ہے۔ جہاں اس نحوی تجزیے میں، تضاد، شماریت اور جیسے عوامل شامل ہوتے ہیں وہیں پر تکرار بھی زبان کے نحوی تجزیے میں ایک بڑے عامل کے طور پر سامنے آتا ہے۔

تکرار کیا ہے؟ تکرار دراصل زبان میں جذباتی انداز پیدا کرنے کا ایک موئثر ذریعہ ہے۔ تکرار، تحریر یا تقریر میں اس وقت پڑھنے اور سننے میں آتی ہے جب فن کار کسی جذباتی کیفیت سے دوچار ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں متکلم کے دل میں جذبے اور جوش کا عروج ہوتا ہے۔ اس جوش اور جذبے کی کیفیت کی وجہ سے متکلم کے لفظوں اور جملوں کا اُتار چڑھائو اور ان کی ادائیگی میں خاصہ فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ جذباتی کیفیت الفاظ کی ترکیب اور جملوں میں تکرار کا موجب بنتی ہے۔ جوش اور جذبے کے ساتھ کسی بات کی اہمیت کو واضح کرنے اور کلام میں شدت پیدا کرنے کے لیے بھی تکرار سے کام لیا جاتا ہے۔ غصہ، عمل کی یکسانیت، تھکن، بے زاری اور مایوسی کے اظہار کے لیے بھی تکرار کو ذریعہ بنایا جاتا ہے۔ ان تمام عوامل کو مدِ نظر رکھتے ہوئے میراجی کی شعریات کے نحوی تجزیہ کے دوران ان کے کلام میں موجود جذباتی کیفیات جو تکرار کی مختلف صورتوں میں سامنے آئی ہیں ان تک رسائی کی کوشش کرتے ہیں تاکہ نحوی تجزیہ کے ذریعے ہم یہ معلوم کر سکیں کہ عام طرزِ تحریر اور جذباتی طرزِ تحریر سے جملوں کی ترتیب، روزِ بیان اور ان کی ترکیب میں کیا فرق دیکھا جا سکتا ہے:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-25

۱۔ دھیرے دھیرے دُور ہوا ہے، سایہ میرے دل سے دل کی اُداسی کا / تول تول کر پاؤں ہے رکھتی، ہلکے ہلکے، ایسے، میرا من چاہے / آگے آنا، پیچھے جانا، تھرک تھرک کر رہ جانا / سنبھل سنبھل کر گرتی جائے، گر گر کر سنبھالے لے... (دیوداسی اور پجاری)[۵۹]

۲۔ میٹھی، رسیلی، ہلکی ہلکی صدا میں لوری... گیت سُنائیں / لیکن روئے، روئے مچلے، مچل مچل کر ہو ہلکان / چُن چُن کلیاں صاف اور اُجلی، نرم، چمکتی سیج بچھائیں... (کٹھور)[۶۰]

۳۔ جیون کی ندی رُک جائے، رُک جائے جیون کا راگ / رُک جائے توڑ رُک جائے / رُک جائے توڑ رُک جائے / رُک جائے توڑ رُک جائے / میٹھا میٹھا درد مرے دل میں جاگا / جھول رہی ہوں جھول... (کیفِ حیات)[۶۱]

۴۔ چندر ماں کی کرنیں آئیں بل کھائیں... بل کھائیں / ننھے ننھے، ہلکے ہلکے، میٹھے گیت سُنائیں / گاتے گاتے تھکتی جائیں، سوئیں سُکھ کی نیند / (ناگ سبھا میں) ہلکی ہلکی، میٹھی میٹھی نیند / ناگ سبھا کے ناچ انوکھے، سارا ساگر ناچ / میرا من بھی بنتا جائے دیکھ دیکھ کر ناچ... (ناگ سبھا کا ناچ)[۶۲]

۵۔ زندگی چار دن ہے چار ہی دن / دل میں چاہت ہے چار دن ساکن / چار دن کے لیے مری بن جاؤ / مرے ہمراہ آؤ، چل دو، آؤ / چپکے چپکے قدم بڑھائیں ہم / آؤ آؤ، یہاں سے جائیں ہم... (اغوا)[۶۳]

۶۔ اس کو ہاتھ لگایا ہو گا ہاتھ لگانے والے نے / پھول ہے رادھا، بھنورا، بھنورا، بھنورے نے، ہاں کالے نے / جمنا تٹ پر ناؤ چلائی ناؤ چلانے والے نے / دھوکا کھایا، دھوکا کھایا، دھوکا کھانے والے نے... (ترقی پسند ادب)[۶۴]

۷۔ آپ ہی آپ کوئی بات کبھی بن بھی سکی؟ / آپ ہی آپ کلی کھلتی ہے / آپ ہی آپ زمیں ہلتی ہے / اس کی صورت ہی بگڑ جاتی ہے / آپ ہی آپ گھٹا چھاتی ہے / آپ ہی آپ چلی آتی ہے اندھی آندھی / اور پھر منظرِ بوسیدہ اُبھر آتا ہے / آپ ہی آپ کوئی بات کبھی بن بھی سکی؟... (رخصت)[۶۵]

۸۔ مگر مجھے تو شب کی تیرگی میں لطف آتا ہے اتھاہ کائنات کا / اتار دو، اتار دو، دوپٹے کو اتار دو، مجھے پسند ہے مگر ابھی نہیں / ابھی تو رات اپنی ہے ابھی ہزار بار ایسے لمحے آئیں گے کہ تُم / دوپٹے سے اتھاہ کائنات کو چھپاؤ گی... (دھوکا)[۶۶]

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-25

۹۔ اور کہتی ہے بہن / میرے بھیا کو بڑا چائو ہ... کیوں پوچھتا ہے ؟ / اب تو دو چار ہی دن میں وہ ترے گھر ہو گی / کس کا گھر، کس کی دُلہن، کس کی بہن ... کون کہے / میں کہے دیتا ہوں، میں کہتا ہوں... میں جانتا ہوں ... (تفاوتِ راہ)(۶۷)

۱۰۔ اور مجکو شرارت کی سوجھی، اُٹھی اور اُٹھ کر فون کیا / پر فون کی گھنٹی بجتی رہی، بجتی ہی رہی، بجتی ہی رہی ... (خودکشی)(۶۸)

۱۱۔ بیت گئے، ہاں بیت گئے / پہلے بھولے، بھالے دن / خوشیاں دل آئیں نہ راس / بیتے ایسے ایسے دن / اب ہیں ساتھی، اب ہیں پاس / جانے کیسے کیسے دن / اگنی کے انگارے دن / سوکھے سوکھے سارے دن ... (بوجھل دن)(۶۹)

۱۲۔ ننھی مُنی پریاں جیسی / رقصاں رقصاں چلتی پھرتی / کھیل کھیل میں ہنستی جاتی / ہنستے ہنستے کھیلتی جاتی / کلیاں! کلیاں! ڈالی! ڈالی / میٹھی پیاری بھولی بھالی... (بچیاں)(۷۰)

۱۳۔ اس اونچے نیلے منڈل میں / سب دُور ہیں دُور ہیں دُور بہت / کوئی بھی نہیں جو پاس آئے / کوئی بھی نہیں جو میرا ہو / کوئی بھی نہیں کوئی بھی نہیں... (نادار)(۷۱)

۱۴۔ اور پھر ان سب سے آخر / اونچی اونچی دیواریں / دیواروں پر عورت کے / جذبوں والے پیراہن / لٹکے لٹکے لہراتے / ہلکے ہلکے بل کھاتے / ہاں ایسے ہی، ایسے ہی / ہاں ایسے ہی، ایسے ہی / اک سادہ سادہ / دیوانہ ساراگ!... (پرانن دان کی پہیلی)(۷۲)

۱۵۔ دو روحیں کھیتوں میں تھیں، لیکن تھا اُن کا اک سایا / مایا ہے، سب کچھ مایا ہے، جگ میں ہر شے مایا ہے... (مسافروں کی تلاش)(۷۳)

۱۶۔ دیکھو دیکھو! میری آنکھو! اُس کا درد اذیت، گھائو / دیکھو کیسے ہر اک آنکھ کی پُتلی تیز چمکتی جائے / سُن لو، سُن لو! ان چیخوں کو، یہ آواز کا پیارا گھلائو / جن میں اُس کی ناامیدی دھندلی دھندلی دمکتی جائے ... (جیون کی ندی)(۷۴)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-25

میرا جی کی غزلیں ہوں، گیت ہوں یا نظمیں وہ انھیں الفاظ اور جملوں کی تکرار سے منفرد بنا دیتے ہیں۔ مختلف موقعوں پر مختلف انداز میں تکرارِ لفظی کا بر محل استعمال بلا مبالغہ بے مثال ہے۔ میرا جی کے لفظوں میں مٹھاس اور محسوسات کی شدت اس طرز کو دوچند کر دیتی ہے۔ ایسے تجربات نہ صرف میرا جی کی نظم کو لسانی سطح پر بلند مرتبت بناتے ہیں۔ بل کہ شاعری کے فن اور مشرقی شعریات میں ایک منفرد اضافہ بھی ہیں۔ ان کی نظموں میں سے چند تکرار کے کلمات کر کے ان کی نظموں میں ہونے والے نحوی تجربات اور لسانی جدتوں کا اندازہ لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔ میرا جی کی نظم "دیوداسی اور پجاری" کو دیکھیے کہ اس میں تکرار کا اندازہ کیسا ہے: "دھیرے دھیرے دُور ہوا ہے، سایہ مرے دل سے، دل کی اداسی کا، تول تول کر پائوں ہے رکھتی، ہلکے ہلکے، ایسے، میرا من چاہے، آگے آنا، پیچھے جانا، تھرک تھرک کر رہ جانا، سنبھل سنبھل کر گرتی جائے، گر گر کر سنبھالے لے" اس نظم میں بہ ظاہر تو "دھیرے دھیرے" تول تول، ہلکے ہلکے، تھرک تھرک، سنبھل سنبھل اور گر گر کی تکرار استعمال ہوئی ہے۔ مگر میرا جی کا انتخاب اتنا باکمال ہے کہ اس نے پورے منظر نامے میں مٹھاس پیدا کر دی ہے۔ یہ مٹھاس دراصل ان کے احساس اور جذبے میں موجود ہے جس نے اس پورے منظر یکسر بدل دیا ہے۔

میرا جی کی نظم "کیفِ حیات" دیکھیے جس میں جیون کی ندی کے متعلق لکھتے ہیں: "جیون کی ندی رک جائے، رک جائے جیون کا راگ، رُک جائے تو رُک جائے، رک جائے تو رک جائے، رک جائے تو رک جائے" یہاں پر ان کی کیفیت صورتِ حال کے مطابق ہے یہاں پر جذبات کی شدت زیادہ ہے اور اسی نسبت انھوں نے الفاظ کی تکرار میں شدت پیدا کر دی ہے۔ اسی طرح کی کیفیت ان کی نظمیں "ناگ سبھا کا ناچ اور اغوا" میں بھی دیکھی جا سکتی ہے۔ ان کی نظم "ترقی پسند ادب" میں ایک منفرد تجربہ پیش کیا گیا ہے۔ اس تجربے میں میرا جی نے صوتی تجنیس سے بھی کام لیا ہے اور تکرار کو بھی پیش کیا ہے۔ میرا جی آوازوں کے سر تال سے بھی واقف ہیں۔ اس لیے انھوں نے اس نظم میں ایسے منفرد جملے تراشے ہیں۔ یہاں پر لفظوں کی شعبدہ بازی نہیں دکھائی گئی بل کہ لفظوں کو مختلف حوالوں اور صورتوں میں پیش کرنے کا لسانی شعور موجود ہے۔ فعل اور امدادی فعل کی مدد سے عمدہ تصور پیش کیا ہے: "اس کو ہاتھ لگایا ہو گا، ہاتھ لگانے والے نے، پھول ہے رادھا، بھنورا، بھنورا، بھنورا، بھنورے نے، ہاں کالے نے، دھوکا کھایا، دھوکا کھایا، دھوکا کھانے والے نے" میرا جی کے ہاں تکرار کا ایک منفرد انداز یہ بھی موجود ہے کہ وہ

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-25

ڈرامائی انداز میں پورے مکالمے کو ادا کرتے ہوئے اچانک خود ہی اس کا کوئی حتمی نتیجہ اور فیصلہ بھی پیش کر دیتے ہیں۔ اس طرح کے بیان سے یہ بھی محسوس ہوتا ہے بل کہ گمان گزرتا ہے کہ ان کا محبوب کوئی محسوساتی ہے۔ وہ اپنے متخیلہ کی قوت اور محسوسات کے زور سے ایسا تصور پیش کرتے ہیں کہ وہ باکمال ہونے کے ساتھ ساتھ ابد تاب بھی ہوتا ہے۔ ان کی نظم "دھوکا" کو دیکھیے: "مگر مجھے تو شب کی تیرگی میں لطف آتا ہے اتھاہ کائنات کا، اتار دو، اتار دو، دوپٹے کو اتار دو، مجھے پسند ہے مگر ابھی نہیں" خود ہی اس میں زور پیدا کرتے ہیں اور خود ہی کہہ دیتے ہیں کہ ابھی نہیں ابھی تو رات بہت باقی ہے ہزار بار ایسے لمحات آئیں گے۔ نفسیات کی سطح پر دیکھیں تو یہ ان کا نفسیاتی مسئلہ بھی ہو سکتا ہے اور خیالی تصور محبوب بھی جس کی وجہ سے وہ خود لذتی پر مائل اور قائل ہوئے تھے۔ نظم "خودکشی" میں تکرار کا انداز دیکھیے: سوئی، اٹھی اور اٹھ کر فون کیا، پر فون کی گھنٹی بجتی رہی، بجتی ہی رہی بجتی ہی رہی" پہلے بیان کی کیفیت کے برعکس میراجی کی نظم "بچیاں" ایک الگ انداز اپنائے ہوئے ہے۔ اس نظم میں جذبات کی شدت تو موجود ہے لیکن مٹھاس اور پیار اتنا زیادہ ہے کہ پورا منظر نامہ بدل کر رہ جاتا ہے: "ننھی منی پریاں جیسی، رقصاں رقصاں چلتی پھرتی، کھیل کھیل میں ہنستی جاتی، ہنستے ہنستے کھیلتی جاتی، کلیاں! کلیاں! ڈالی! ڈالی" کلام کو پر زور اور پر تاثیر بنانے کے لیے جس غیر معمولی صلاحیت اور تجربے کی ضرورت ہوتی ہے۔

میراجی کی شعریات کے نحویاتی پہلو بہ ظاہر تضاد، شماریت اور تکرار جیسے ذیلی عنوانات سے عیاں ہے۔ ان کے ذریعے میراجی کی شعریات کے نحویاتی پہلو کو کھوجنے اور پرکھنے کی سعی کی گئی ہے۔ میراجی کے فن اور ان کی فکر کا دھارا ہمیں ہر صورت رواں دواں نظر آتا ہے۔ انھوں نے تضاد کے ذریعے فرد اور افراد، فرد اور سماج، دن اور رات، کش مکش زمانہ اور وقت کی رفتار کے تقابل کو نہایت ہنر مندی سے پیش کیا ہے۔ داخلی اور خارجی منظر نگاری کا تقابل لائق تحسین ہے۔ تکرار عمومی طور پر جذبات کی شدت اور روانی کو ظاہر کرتا ہے مگر میراجی نے جس ڈھب سے پیش کیا ہے عقلی اور منطقی ہے۔ اشیا کی تفصیل، تعداد اور گنتی ایک الگ حسابی کتابی معاملہ لگتا ہے۔ میراجی نے زندگی کے ہر پہلو کو اک عکس کی طرح پیش کیا ہے۔ وہ کہیں بھی مبصر اور ناقد نہیں بنے۔ انھوں نے زندگی کو جیسے دیکھا اسی روپ میں اسے سمو دیا ہے۔ نحویات کے ضمن میں ان کے بیان کیے گئے پیرائے بہت خوب صورت اور منفرد ہیں اردو شاعری میں ایسا کم کم دیکھنے کو ملتا ہے۔ میراجی کی نظموں میں لسان اور اسلوبیات کے ہمہ جہت پہلو موجود ہیں۔ ان کا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-25
ماخذ تحقیقی مجلہ

انداز، ان کی فکر، تخیل، تدبر، الفاظ کا انتخاب، انتخابِ کلام اور اندازِ بیان سب کچھ منفرد اور جدت سے بھرپور ہے۔ شاعر کی شعریات میں متنوع اور کثیر المعنویت سے متعلق شمس الرحمن فاروقی نے سر فلپ سڈنی کا یہ بیان اپنے مضمون ''نظم کیا ہے'' میں اس طرح نقل کیا ہے کہ وہ سراسر میرا جی کی شعریات میں معنیات کے تنوع کی توثیق لگتا ہے:

> ''صرف شاعر ہی ایک ایسی ہستی ہے جو (حکیموں اور فلسفیوں وغیرہ) کی بندشوں اور مجبوریوں سے آزاد ہے بل کہ ان کو نظر حقارت سے دیکھتا ہے اور اپنی ہی قوت ایجاد کے بل بوتے پر انمجبوریوں سے اوپر اٹھ جاتا ہے اور سچ پوچھیے تو ایک تو ایک نئی فطرت (another nature) کو اگاتا ہے اور یا تو اشیا کو ان کی اس حالت سے بہتر بناتا ہے جو ان میں فطرتاً خلق ہوئی تھی یا پھر بالکل نئی چیزیں بناتا ہے، ایسی صورتیں جو فطرت میں پہلے کبھی تھیں ہی نہیں۔۔۔''(۷۵)

میرا جی کی شعریات کی تشکیل اول الذکر صوتیاتی، لفظیاتی اور نحویاتی تجزیوں کے ذریعے سامنے آئی ہے۔ ان تجزیوں میں ان کی شعریات کو لسانیاتی تنقید کے غیر جانبدار، کٹھن اور دشوار گزار حربوں سے واسطہ پڑا ہے، ہر مشکل اور کٹھن مرحلے میں ان کی شعری فکر اور اسلوب جو آب و تاب ہمیں دکھائی دی ہے۔ وہ میرا جی کی میراث ہے۔ میرا جی کی شعریات میں صوتیاتی وسعت اور تنوع، ان کے فن کی صوتی تعبیر سے خاص ہے۔ ان کی لفظیات میں متنوع تراکیب، نادر اور منفرد کلامیے، عربی، فارسی اور ہندی لفظیات ان کے شعری ڈکشن میں اہم اضافہ ہیں۔ نحویاتی سطح پر تضاد، تکرار اور شاریت کے منفرد کلامیے، اسما، افعال، جملوں کی نحوی ترکیب، ان کی شعری زبان، اسلوب اور متن کی نحوی تشکیل کی ضامن ہیں۔ ان کی متن آشنا تعبیریں، لفظی اور معنوی تضاد کے ذریعے ان کی شعریات کو الگ معنویت بخشتی ہیں۔ ان کی شعریات میں لفظیات اور طویل کلامیے جب نظم کی صورت میں وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ ان کے یہ کلامیے معنیات کا وفور، نئی نئی صورتوں میں سامنے لاتے ہیں۔ میرا جی کی شعریات میں صوتیات، لفظیات اور نحویات کا یہ منفرد نظام ان کی جدت فکر اور منفرد اسلوب کا منھ بولتا ثبوت ہے۔ میرا جی کی شعریات کا یہ خاص پہلو انھیں جدید اردو نظم کے بڑے بڑے شعرا سے منفرد اور الگ پہچان دیتا ہے۔ میرا جی کی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-25

شعریات کا یہ خاص رنگ یقیناجدید اردو نظم کے بڑے بڑے صاحب اسلوب شعرا کے کلام کی تفہیم میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ میراجی، اس نظم میں، دیباچہ، دہلی: ساقی بک ڈپو، ۱۹۴۴ء، ص ۱۱

۲۔ جالبی جمیل، ڈاکٹر، میراجی ایک مطالعہ، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۰ء، ص ۲۴

۳۔ ناصر عباس، نیئر، ڈاکٹر، میراجی کے تراجم، مشمولہ اورینٹل کالج میگزین لاہور؛ شمارہ؛ ۲ جلد؛ ۸۸ اپریل۔ جون ۲۰۱۳ء، ص ۸۴

۴۔ نصیر احمد خاں، ڈاکٹر (مترجم)، لسانیات کیا ہے؟، لاہور: نگارشات، ۱۹۹۷ء، ص ۶۰

۵۔ خلیل احمد، بیگ، مرزا، پروفیسر، تنقید اور اسلوبیاتی تنقید، علی گڑھ: علی گڑھ یونی ورسٹی پریس، ۲۰۰۵ء ص ۲۱۵

۶۔ خلیل احمد، بیگ، مرزا، پروفیسر، تنقید اور اسلوبیاتی تنقید، ص، ۲۲۰

۷۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میراجی، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۰ء، ص ۴۱

۸۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میراجی، ص ۴۷

۹۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میراجی، ص ۴۹

۱۰۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میراجی، ص ۵۵

۱۱۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میراجی، ص ۶۱

۱۲۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میراجی، ص ۶۴

۱۳۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میراجی، ص ۷۴

۱۴۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میراجی، ص ۷۹

۱۵۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میراجی، ص ۸۲

۱۶۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میراجی، ص ۱۰۴

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-25

ماخذ تحقیقی مجلہ

۱۷۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص ۱۱۸

۱۸۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص ۱۷۳

۱۹۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص ۸۱۔۱۸۰

۲۰۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص ۲۲۰

۲۱۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص ۲۹۸

۲۲۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص ۳۷۴

۲۳۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص ۵۵۰

۲۴۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص ۵۷۔۵۵٦

۲۵- Loreto Todd, An Introduction to Linguistics, Hong Kong's Longman, 1991, p,49.

۲٦۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۱ء، ص ا تا آخر

۲۷۔ خلیل احمد بیگ، مرزا، تنقید اور اُسلوبیاتی تنقید، علی گڑھ: مسلم یونی ورسٹی پریس، ۲۰۰۵ء، ص ۴۸۔۳۵

۲۸۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۱ء، ص ۵۵

۲۹۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص ۵۷

۳۰۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص ٦۰

۳۱۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص ٦٦

۳۲۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص ۷۹

۳۳۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص ۸۰

۳۴۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص ۹۷

۳۵۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص ۰۳۔۱۰۲

۳٦۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص ۴۱۔۱۴۰

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-25

۳۷۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص۱۵۸

۳۸۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص۱۹۶

۳۹۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص۲۱۶

۴۰۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص۲۳۸

۴۱۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص۱۰۵۷

۴۲۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۶ء، ص۴۱

۴۳۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص۴۲

۴۴۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص۴۷

۴۵۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص۴۹

۴۶۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص۶۰

۴۷۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص۶۱

۴۸۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص۶۳

۴۹۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص۶۵۔۶۴

۵۰۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص۷۳۔۷۲

۵۱۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص۷۴

۵۲۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص۱۰۵

۵۳۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص۱۲۵۔۱۲۴

۵۴۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص۱۳۴

۵۵۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص۱۵۹

۵۶۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص۱۸۱۔۱۸۰

۵۷۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص۲۸۵

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-25
ماخذ تحقیقی مجلہ

۵۸۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص۴۳۸

۵۹۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، لاہور: سنگ میل پبلیکشنز، ۲۰۰۱ء، ص۴۴۔۴۳

۶۰۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص۴۷

۶۱۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص۵۶

۶۲۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص۶۱

۶۳۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص۶۷

۶۴۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص۸۰

۶۵۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص۱۳۹

۶۶۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص۱۴۵

۶۷۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص۱۴۹

۶۸۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص۲۰۷

۶۹۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص۲۱۵

۷۰۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص۳۱۴

۷۱۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص۷۷۔۳۷۶

۷۲۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص۴۹۱

۷۳۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص۵۴۱

۷۴۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ میرا جی، ص۱۰۷۱

۷۵۔ فاروقی، شمس الرحمن، کراچی: اکادمی بازیافت، اشاعت اول، ۲۰۰۴ء، ص۱۱۱